ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ | شمارہ نمبر ۳۱

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ • جنگِ آزادی کے ایک سرفروش مجاہد

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ جس نے عیسائی دنیا میں ہیجان پیدا کردیا

ختم نبوۃ کا ردِ عیسائیت پر ایک دلچسپ سلسلہ

کشمیر، بلتستان، گلگت میں قادیانیوں اور آغا خانیوں کی دلچسپیاں

چلتے چلتے! قادیانیوں کے "بہشتی مقبرے" کے نام پر قبروں کی تجارت ۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ ہی کی رقم مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال ہو؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانیوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں اور قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسی خرید و فروخت لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ اپنے مرکز ربوہ میں جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز ربوہ آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے۔ [illegible]

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان)، فون: [illegible]

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۲۶ جمادی الاخریٰ تا ۲ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ بمطابق ۳ تا ۹ جنوری ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۳۱

مدیر مسئول — عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ — حمد باری تعالیٰ ۔ راجا — ۴
۲ — اداریہ — ۵
۳ — چلتے چلتے — ۶
۴ — صحابہ کرام رض — ۱۰
۵ — چوہدری افضل حق رح — ۱۲
۶ — ذوق شوق کی توہین — ۱۳
۷ — باغ والے — ۱۴
۸ — مرزا قادیانی کے بیانات — ۱۵
۹ — مرزا کا جھوٹا دعویٰ نبوت — ۱۵
۱۰ — داستان ابتلا — ۱۶
۱۱ — حاجی محمد یوسف — ۱۹
۱۲ — قادیان کے خلاف مقدمہ — ۱۹
۱۳ — مکتوب ربانی — ۲۱
۱۴ — شناختی کارڈ پر مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے — ۲۱
۱۵ — قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں — ۲۲
۱۶ — ملک الموت کو صدمہ — ۲۷

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7760337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ — ۱۵۰ روپے
ششماہی — ۷۵ روپے
سہ ماہی — ۳۵ روپے
فی پرچہ — ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر پرنٹر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۲ [illegible] کراچی

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

دید کی پیدا ہوئی دل میں مرے جب آرزو
جس طرف دیکھا نظر آیا وہاں بس تو ہی تو

ہر چمن میں تذکرے وحدانیت کے ہیں تری
نعت خواں ہیں گلستاں میں غنچہ و گل رنگ و بو

تیری مینائے فلک ہے آپ ہی اپنا جواب
ساغر سیمیں ہیں تیرے آفتاب و ماہتاب

تیرے میخانے سے ملتی ہے شراب ہست و بود
تیرے پیمانے ہیں ساقی عالم کل کا وجود

تیرے میخانے کا ساقی کچھ عجب دستور ہے
باخبر پایا اسی کو جو نشہ میں چور ہے

چشم بینا کے لئے تو ہر جگہ معمور ہے
غافلوں کے واسطے تو آج بھی مستور ہے

تو ہے منزل کارواں کی اور میں اسکی گرد ہوں
تو سراپا نور ہے اور میں سراپا درد ہوں

شمع محفل ہے تو ہنگامۂ محفل ہوں میں
دے کے ہر جوہر جسے تڑپایا وہ بسمل ہوں میں

خنجر رفتار عالم سے بہت گھائل ہوں میں
یعنی اک احساس فطرت سے دھڑکتا دل ہوں میں

دامن گل کو بہار جاودانی بخش دے!
موت کو بھی رشک ہو وہ زندگانی بخش دے

سید ناظر حسین ابن منظر گل چاند پوری ۔ مدرسہ شاہی مراد آباد

کشمیر، گلگت، بلتستان میں قادیانیوں اور آغاخانیوں کی دلچسپیاں

قیام پاکستان کے بعد ایک جنگ کے نتیجہ میں کشمیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک حصہ پاکستان کے ساتھ ہے جسے ہم آزاد و خود مختار حصہ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہاں ایک آزاد و خود مختار حکومت ہے دوسرا حصہ جسے ہم کشمیر جنت نظیر کہہ سکتے ہیں بلکہ کہتے ہیں اس پر بھارت کا قبضہ ہے اب ایک عرصہ سے وہاں تحریک آزادی شروع ہے بھارتی حکومت مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے جبکہ دوسری طرف تحریک آزادی کے مجاہدین بھی سرگرم عمل ہیں۔ تیسری طرف وولر بیراج کا مسئلہ جو معرض التوا میں تھا کہتے ہیں کہ حکومت نے اس بیراج کی تعمیر کی اجازت دیدی ہے اور بھارت و پاکستان کی حکومتوں کے درمیان کوئی معاہدہ طے پا چکا ہے۔

اگر ایسا کوئی معاہدہ طے پا چکا ہے تو پھر پاکستانی دریاؤں کا پانی بھارت کے رحم و کرم پر رہ جائے گا اور آگے چل کر دریاؤں اور ان کے پانیوں کے تقسیم کے بین الاقوامی معاہدات اس ضمن میں پاکستان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے جس کا نقصان سوائے پاکستان کے اور کسی کو نہیں ہوگا۔ ایک خبر کے مطابق (اگر خبر صحیح ہے تو) پاکستان اور بھارت کشمیر کی تقسیم پر رضامند ہو گئے البتہ سرحدوں کے تعین پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ پاکستان نے جموں و کشمیر کو تقسیم کرنے کی جو تجویز پیش کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ وادی گریس جہاں سے دریائے نیلم نکلتا ہے دائیں جانب کے سارے علاقے پر پونچھ، کوٹلی، راولاکوٹ اور گلگت و بلتستان پاکستان کو دیئے جائیں، جبکہ جموں کا سارا صوبہ اور لیہہ کے علاقے بھارت کو دیے دیئے جائیں۔ وادی کشمیر کے دریائے جہلم کے کنارے آباد علاقے اور دریائے نیلم کے دائیں جانب کے علاقے اور تحصیل باغ کے نصف حصے پر مشتمل خطے کو ایک آزاد اور خود مختار ریاست قرار دیا جائے امریکہ اور دیگر یورپی ممالک ریاست جموں و کشمیر کی تقسیم سر اوّن ڈکسن کی سفارشات کے تحت کرنا چاہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں جو شخص اہم کردار ادا کر رہا ہے اس کا نام یوسف بچ ہے اسی نام کا شخص بھٹو دور حکومت میں ان کا سیکرٹری رہا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ ان کی ناک کا بال تھا۔ اگر یہ وہی یوسف بچ ہے تو اس کے بارے میں بھٹو دور حکومت میں بھی شکوک و شبہات پائے جاتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ وہ قادیانی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ہمیں کہنے دیجئے کہ قادیانی جماعت نے کشمیر کو تقسیم کرنے کے لیے یوسف بچ کے روپ میں اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا ہے۔

الکفر ملة واحدۃ کے مطابق کافر خواہ کسی جگہ کا رہنے والا ہو اور کوئی ہو وہ مسلمانوں کے خلاف ملت واحدہ ہے وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر ہر طریقے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ آغا خانی مذہب کے پیشوا آغا خان کی دلچسپیاں بھی اس خطے میں بڑھی ہوئی ہیں۔ گلگت اور بلتستان میں اس وقت بہت سے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں ہوائی اڈے تعمیر ہو رہے ہیں خوبصورت شہر آباد کیے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آغا خان پاکستان کے اندر گلگت اور بلتستان اور کشمیر کے علاقے پر مشتمل ایک الگ ریاست اسمٰعیلستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر وہاں کے علماء احتجاج کر چکے ہیں اور آغا خانی جو کچھ وہاں کر رہے ہیں اس پر یہاں کی حکومت کو متوجہ کر چکے ہیں لیکن حال ہی میں اس اہم ترین مسئلہ پر ملک بلتستانی کا مندرجہ ذیل بیان اخبار امن مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا تھا ملک بلتستانی نے کہا تھا کہ :۔

"گلگت بلتستان نیشنل کانفرنس کے چیئر پرسن ملک بلتستانی نے خبردار کیا ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعہ عالمی برادری آغا خان کو ایک خطہ زمین فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے جہاں وہ اپنی سلطنت قائم کر سکیں شمالی علاقہ جات میں قائم آغا خان فاؤنڈیشن اس کے ترقیاتی پروگرام اور آغا خان کا حالیہ دورہ پاکستان

اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ایسی تمام کوششوں کا مقصد ہم پر اسماعیلی عقائد کو مسلط کرنا ہے انہوں نے ان خیالات کا اظہار آج شام مقامی ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا ملک بلتستانی نے کہا کہ خلیج کے بحران کے بعد حکومت پاکستان کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہودی لابی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی تباہی کے لیے پاکستان کے قریب ترین ایک ایسا خطہ پیدا کرنا چاہتی ہے جس کو بوقت ضرورت استعمال میں لایا جا سکے مقبوضہ جموں وکشمیر و آزاد کشمیر پر مشتمل پیرا اسٹیٹ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ملک بلتستانی نے مطالبہ کیا کہ گلگت بلتستان اور دیامیر سمیت دوسرے شمالی علاقہ جات پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار علاقہ قائم کیا جائے اور یہ علاقہ آغا خان کو دینے کی کوشش نہ کی جائے انہوں نے کہا کہ اس بارے میں ہم نے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔"

اس بیان کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اس موضوع پر مزید کوئی تبصرہ کیا جائے آغا خان کا حالیہ دورہ پاکستان بھی خصوصی اہمیت کا حامل تھا اسے یہاں جو پروٹوکول دیئے گیے ہیں وہ کسی ملک کے صدر مملکت کی طرح دیے گئے۔ آغا خانی مذہب قادیانیوں ہی کی طرح ایک غلط اور اقلیتی مذہب ہے۔ جن کا اسلام اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کشمیر میں یوسف بچ اور گلگت بلتستان میں آغا خان فاؤنڈیشن جو کام کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر گلگت اور بلتستان کے بارے میں اندر ہی اندر کوئی گڑ بڑھا پک رہا ہے۔ یقیناً یہ صورت حال حکومت کے علم میں ہے لیکن حکومت علامہ اقبال کے اس شعر کی مصداق نظر آتی ہے:۔

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

ملک کے ساتھ، کشمیر کے ساتھ اور یہاں کے عوام کے ساتھ جو گذرتی ہے گذرے اس کی کرسی محفوظ رہنی چاہیئے۔ ہمیں سیاست، اقتدار یا حکومت سے کوئی غرض نہیں ہم حکومت سے صرف یہی کہیں گے کہ وہ قادیانیوں، آغا خانیوں سمیت کسی بھی اقلیت کو اتنی اہمیت نہ دیں کہ کل وہ پاکستان کے لیے مشکلات کا باعث بن جائیں بلکہ ان کی کڑی نگرانی کرے۔ جہاں تک کشمیر کے مسئلہ کا تعلق ہے تو اسے وہاں کے عوام کی خواہشات کے مطابق حل ہونا چاہیئے اور اس کی آزادی کیلئے حریت پسندوں سے پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

چلتے پھرتے

● قادیانیوں کے بہشتی مقبرے کے نام پر قبروں کی تجارت

یہ رندکے رندرہے ہاتھ۔ سے جنت نہ گئی

● عدالت کا فیصلہ —— روزنامہ جنگ کا اداریہ

قادیانی صحافی سنگ گیت

از:۔ حافظ محمد حنیف ندیم

ممتاز صحافی اور کالم نگار جناب رفیق ڈوگر صاحب نے ”وہ آپریشن سیاچین“ کے نام کوئی کتاب لکھی ہے جس میں موصوف نے ربوہ اور ربوہ کی جنت یعنی ”بہشتی مقبرہ“ کا ذکر کر دیا اور کہہ دیا کہ:۔

”سرمایہ دار لوگ جنت خرید کر تحریری گارنٹی حاصل کرتے ہیں جب کہ غرباء پر جنت کے دروازے بند ہیں۔“

اس پر میجر منظور ریٹائرڈ آف ساہیوال نے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے یوں تبصرہ کیا:۔

”عرض ہے کہ —— وہ قبرستان جس کا نام بہشتی مقبرہ ہے (جیسے مدینہ منورہ میں ”جنت البقیع“ ہے) ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو تقویٰ طہارت، اور اطاعت و عبادات کے اعلیٰ مقام پر ہوں نیز اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قربانی پیش کریں یعنی اپنی آمدن اور اپنی جائیداد کا کم سے کم ۱/۱۰ حصہ اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ حصہ پیش کریں۔“ (ہفت روزہ لاہور ۲م)

اسے میجر مذکور نے اس ادارے کے فوائد بھی گنوائے ہیں کہ اس سے جو آمدن ہوتی ہے اس کے یہ یہ فائدے ہیں لیکن یہ فوائد محض دھوکہ ہیں اس میں اسے آمدن کا اکثر حصہ رائل فیملی کے

الوں وتلوں اور عیاشیوں پر خرچ ہو گیا ہے جس کا انہیں کلی اختیار ہے ۔ پھر جس قبرستان کا نام انہوں نے "بہشتی مقبرہ" رکھا ہے وہ صرف ربوہ میں نہیں بلکہ قادیان میں بھی ہے وہاں بھی اس پر رائل فیملی کا کنٹرول ہے یہاں بھی ـــــ رائل فیملی کو عالم الغیب کا درجہ حاصل ہے وہ جس کو چاہے تقویٰ طہارت اور طاعت وعبادات میں اعلیٰ مقام کا سرٹیفکیٹ دے دے جس کو چاہے نہ دے رائل فیملی کے کسی فرد کو اپنی جائیداد یا آمدن کا ۱/۱۰ یا ۱/۳ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ادھر مرا ادھر "بہشت" میں جا پہنچا۔

۳ـــ ان کے نزدیک جب وہ اپنا نیا مرکز بنانے لگے اور اس کے لیے زمین بھی حاصل کر لی تو ہم نے اس وقت لکھا تھا کہ اب "بہشتی مقبرہ" وہاں بھی بنے گا اور خوب دولت کمائی جائے گی ۔ ہمارے اعتراض پر انہوں نے وہاں یہ نام نہ رکھا "جنت" بنائی اب صرف دو جگہ ہے بھارت میں قادیان اور پاکستان میں ربوہ۔

۴ـــ میجر منظور کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ وہاں اپنی جائیداد کا حصہ ادا کرنے والے ہی دفن نہیں ہو سکتے بلکہ جو زیادہ قربانی پیش کریں وہ بغیر کچھ دیئے لیے جنت حاصل کر سکتے ہیں ۔ مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ جنرل اختر ملک کو قادیانی ۱۹۶۵ء کا ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں اس میں (کامیابی کم ناکامی زیادہ) جتنی کامیابی ہوئی ہے اس کا سہرا اختر ملک کے سر باندھتے ہیں جب قادیانیوں کا اتنا بڑا ہیرو ہوائی جہاز کے حادثے میں موت سے ہم کنار ہوا تو اس کی لاش ربوہ لائی گئی تاکہ اسے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے لیکن رائل فیملی نے اس کی قادیانیت کے لیے جانی ومالی کسی بھی قربانی کو اہمیت نہ دی اور "دوزخی مقبرہ" میں دبا دیا ۔ کیونکہ اس نے اپنی آمدن یا جائیداد کا بڑا حصہ رائل فیملی کے نام وقف نہیں کیا تھا۔

۵ـــ ریٹائرڈ میجر منظور کے نزدیک "بہشتی مقبرہ" میں دفن ہونے کے لیے تقویٰ، طہارت اور طاعت وعبادات کی شرط ہے تو اس معیار پر قادیانیوں کا دوسرا پیشوا مرزا محمود پورا نہیں اترتا اس کے گھناؤنے کرتوتوں پر اب تک بہت سی کتابیں آچکی ہیں مثلاً تاریخ محمودیت، کمالات محمودی، ربوہ کا مذہبی آمر، اور ربوہ کا پوپ خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہ کتابیں کسی احراری کی لکھی ہوئی نہیں مرزائیوں ہی کی لکھی ہوئی ہیں ۔ جب تقویٰ طہارت وغیرہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لیے شرط اول ہے تو مرزا محمود کو وہاں کیوں دفن کیا گیا یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ مرزا محمود نے اپنی کمزوریوں یا واضح لفظوں میں عیاشیوں کا اس شعر میں خود اعتراف کیا ہے ؎

کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

۶ـــ مرزائی مذکور نے ربوہ کے قادیانی مقبرے کو بریکٹ میں جنت البقیع سے مشابہت دی ہے جو جنت البقیع کی توہین ہے کہاں جنت البقیع اور کہاں ربوہ کا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ـــــ پھر بھی کیا مضمون نگار یہ بتانا گوارہ کریں گے کہ جنت البقیع میں دفن ہونے یا وہاں قبر کیلئے زمین خریدنے پر کتنی رقم دینی پڑتی ہے؟ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت یا اس کے لیے کوئی اصول یا ضوابط وضع کیے ہیں؟ یقیناً اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے ۔ وہاں دفن ہونے والے خوش قسمت ہیں اور یہ سعادت کسی خوش بخت انسان کو ہی حاصل ہوتی ہے ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ ، ساری عمر ہجرت میں رہے آخر عمر میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وفات کے بعد جنت البقیع میں جگہ پائی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ٭

نہ کوئی چندہ ادا کیا، نہ کوئی سرٹیفکیٹ حاصل کیا بس تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور محبت وہاں لے گئی اور قیامت تک وہیں کے ہو رہے اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر کا واقعہ ہمارے سامنے ہے ۔

۷ـــ قادیانی خواہ زبان سے اس بارے میں اظہار کریں نہ کریں لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض چندے کا دھندہ ہے جو قادیان میں بھی جاری ہے اور ربوہ میں بھی اگر واقعی یہ بہشت کا قطعہ ہوتا تو کیا دوسرا پیشوا آنجہانی مرزا محمود اپنی اور اپنی بیوی کی قبروں پر اس وصیت کا کتبہ نہ لگواتا کہ ہماری لاشیں یہاں امانتاً دفن ہیں جب بھی حالات سازگار ہوں دونوں لاشیں یہاں سے نکال کر قادیان (بھارت) میں دفن کی جائیں۔

شاید جماعت قادیان کی قبریں فروخت کرنے کی تجارت کو دیکھ کر قادیانیوں کو مخاطب کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا ؎

ہو نیکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کو صدمہ

(کراچی) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی والدہ محترمہ ۱۵ر دسمبر بروز اتوار رات ساڑھے سات بجے انتقال کر گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

دوسرے روز ۱۰ بجے علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور دار العلوم کورنگی کراچی کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کے علاوہ نماز جنازہ میں اکابر علما کرام طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی محترمہ مرحوم جناب حکیم مختار حسین مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ اور چند روز سے علیل تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب، نائب امیر اول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، نائب امیر دوم حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، ناظم تبلیغ حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا اللہ وسایا حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ہفت روزہ ختم نبوت کے چیف ایڈیٹر [illegible] عبد الرحمن یعقوب باوا، نائب مدیر مولانا منظور احمد الحسینی حضرت مولانا محمد انور فاروق، حافظ محمد حنیف ندیم نے رانا محمد انور اور جملہ عملہ نے حضرت مولانا حبیب اللہ مختار سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کی ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور کا اداریہ

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۹ دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی کے متعلق لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ، کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا وہ شذرہ یہ ہے :۔

”لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی کے حکم کے خلاف ایک درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ مفاد عامہ کے تحت قادیانیوں کے سو سالہ جشن پر پابندی عائد کرنا جائز تھا کیونکہ مسلم امراء اور عوام قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے عقیدے کی اشاعت کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کا عقیدہ پاک اور خالص رہے اور مسلم امہ کی ساکھ متاثر نہ ہو۔ عدالت نے اپنے حکم میں یہ بھی کہا ہے کہ مسلمانوں کے ایسا کرنے سے قادیانیوں کے اپنے عقیدے پر عمل کرنے کے حق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی یہ فیصلہ اس اعتبار سے بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں ایک اسلامی نظریاتی مملکت کے مخصوص تقاضوں کو اجاگر کیا گیا ہے ایک سیکولر ملک میں تو مذہب کو خالصتاً ایک نجی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک نظریاتی مملکت خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، اس کے تقاضے یقیناً مختلف ہوتے ہیں اور کوئی بھی صاحب علم و دانش اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی کے حق میں عدالت کی یہ دلیل کہ مسلم عوام ان کے عقیدے کی اشاعت کے خلاف مزاحمت کرتے تاکہ مسلمانوں کا عقیدہ پاک اور خالص رہے اپنے اندر بڑی گہرائی اور معانی رکھتی ہے۔ آج کل تو معمولی ٹریڈ مارک کو بھی رجسٹر کرانے کے بعد یہ تحفظ حاصل ہو جاتا ہے کہ کوئی دوسرا ادارہ اسی سائز اور اسی پیکنگ میں وہ مال فروخت نہیں کر سکتا تاکہ اصلی ادارہ کی ساکھ متاثر نہ ہو تو کیا امت مسلمہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اتنا بھی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمہ عقائد و نظریات کی حفاظت اور صیانت کے لیے آئینی و قانونی تحفظ حاصل کر سکے یہ امت مسلمہ کا ایک قانونی حق ہے اور اس سے آئین پاکستان کے باشندوں کو دی گئی آزادیوں پر کوئی قدغن عائد نہیں ہوتی۔“

۱ــ اداریہ نگار نے مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور سمجھانے کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے کہ ”آج کل تو معمولی ٹریڈ مارک کو بھی رجسٹر کرانے کے بعد یہ تحفظ حاصل ہو جاتا ہے کہ کوئی دوسرا ادارہ اسی سائز اور پیکنگ میں وہ مال فروخت نہیں کر سکتا تاکہ اصلی ادارہ کی ساکھ متاثر نہ ہو“ اس اداریے پر قادیانی جو جعلی نبوت کے پیروکار ہیں بہت زیادہ سیخ پا ہیں کہ ٹریڈ مارک کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ ہفت روزہ لاہور جو قادیانیوں کا سیاسی ترجمان ہے اس نے اس موضوع پر ایک مضمون شائع کیا۔ ہم نے جب یہ مضمون پڑھا تو ہمارے ذہن میں یہ کہاوت آگئی ”وہ چھاج تو بولے چھلنی بھی جس میں سینکڑوں سوراخ“ ــــــــ مضمون نگار کو اصل غصہ ٹریڈ مارک کے الفاظ سے نہیں بلکہ اس سے ہے کہ وہ کافر، زندیق اور مرتد ہوتے ہوئے تمام شعائر مسلمانوں کے استعمال کرتے ہیں جبکہ مسلمان ان کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ ان کے شعار ہیں۔ قادیانیوں کے بھی بہت سے کارخانے، فیکٹریاں اور ادارے موجود ہیں ممکن ہے جس صاحب نے یہ مضمون لکھا ہے اس کی بھی کوئی فیکٹری یا کارخانہ موجود ہو۔ اگر کوئی شخص کسی فیکٹری اور کارخانے وغیرہ کا ٹریڈ مارک استعمال کرتا ہے خواہ اس کی شکل میں رد و بدل کر کے ہی استعمال کرتا ہو تو چند دن بعد وکلاء کی معرفت اخبارات میں اشتہارات شائع ہو جاتے ہیں کہ بعض ادارے ہماری فیکٹری یا کارخانے کے ٹریڈ مارک استعمال کر رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ فوراً اسے بند کریں ورنہ ان فیکٹریوں کے مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ٹریڈ مارک غلط طور پر استعمال کر کے ناقص مال سپلائی کرتے ہیں جس سے ان کی ساکھ متاثر ہوتی ہے یقیناً قادیانیوں کی فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکان بھی اس جعل سازی کو برداشت نہیں کریں گے جب دنیاوی معاملات میں اس قسم کی جعل سازی اور دھاندلی برداشت نہیں کی جا سکتی اور قادیانی بھی اسے برداشت نہیں کرتے تو دین کا معاملہ دنیا سے مختلف ہے اس میں یہ کیسے برداشت کیا جائے۔

۲ــ اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ یعنی جو خدا کے اس پسندیدہ دین کے سوا کسی اور دین پسند کرے گا۔ قبول کرے گا اس میں ملاوٹ کرے گا یا جعل سازی کرے گا تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا قادیانی جو دین پیش کرتے ہیں وہ ایسا اسلام ہے جس میں مرزا قادیانی کو (جو ان کا پیشوا ہے) کبھی خدا بنا بیٹھتے ہیں، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی خدا کی جورو (العیاذ باللہ) جس کیساتھ خدا نے رجولیت کی طاقت کا اظہار کیا اسے حمل بھی ٹھہر گیا پھر آپ ہی پیدا ہو گیا۔

۳ــ قادیانی مضمون نگار جنگ کے اداریہ نگار پر خاصہ برہم نظر آتا ہے خاص طور پر مسئلہ کو سمجھانے کے لیے اداریہ نگار نے ”ٹریڈ مارک“، کے الفاظ استعمال کیے ہیں اس پر برہم ہو کر لکھتا ہے ”مذہبی عقیدہ کو ”ٹریڈ مارک“ سے تشبیہ دینا اس کریہہ حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ آجکل اس مملکت عزیز میں مذہب کو سیاست اور تجارت کا ذریعہ سمجھ کر اسے بھرپور انداز میں ایکسپلائٹ کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی حمایت میں علامہ سید سلیمان ندوی (وغیرہم) کی یہ عبارت نقل کی ہے :۔

”انسان کے تمام افعال و اعمال اور حرکات کا محور اس کے خیالات ہیں اور جو خیالات پختہ غیر متزلزل اور غیر مشکوک ہوتے ہیں انہیں ”عقائد“ کہا جاتا ہے عقائد کا منبع قلب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کا عقیدہ وہی سمجھا جاتا ہے جس کا اقرار باللسان وہ خود کرے کسی دوسرے شخص، حکومت یا عدالت کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اس کا عقیدہ طے کرے۔“

آج دنیا میں عقائد کا تضاد بہت زیادہ ہے ابھی پچھلے دنوں ایک عیسائی سے میری گفتگو ہوئی جب میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تین ہیں حضرت مریم خدا کی بیوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں تو اس سلسلہ میں اس نے بہت سی باتیں کیں لیکن مذکورہ عقائد سے اس نے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ کئی بین کتابوں میں عیسائیت کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے ان میں عیسائیوں پر فرد جرم بھی لگائی گئی ہے کہ وہ تین خدا مانتے ہیں ہم مسلمان بھی عیسائیوں کے خلاف یہی مسئلہ اٹھاتے ہیں قرآن پاک میں بھی جا بجا عیسائیوں کے مذکورہ عقائد کی تردید بڑے زور و شور سے کی گئی ہے۔ اس کے بعد ہم یہ نہیں دیکھتے کہ عیسائی کیا کہتے ہیں بلکہ ان کی کتابیں ان کے سامنے کھول کر رکھ دیتے ہیں کہ دیکھو تمہاری انجیلوں میں یہ لکھا ہے اگر قادیانی منطق کو تسلیم کر لیں تو اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہی نہ ہو سکے گا ہر باطل پرست زبان سے جو کچھ کہہ دے گا اسی کا اعتبار کرنا پڑے گا ________ قادیانی مذکور نے علامہ سید سلیمان یا کچھ دوسرے حضرات کا اپنے حق میں جو حوالہ دیا ہے وہ سیاق و سباق کو حذف کر کے دیا ہے اگر وہ صحیح حوالہ دیتا تو یہ بات واضح ہو جاتی کہ انہوں نے کسی بھی مسلمان کے عقیدے کو خدا اور رسول کے فرامین کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

۴ ــــ کسی عدالت میں جب کوئی کیس دائر ہوتا ہے تو، مذکور قادیانی منطق کے تحت تو عدالت وہی فیصلہ کر دے جو درخواست گزار نے لکھ دیا لیکن کوئی بھی عدالت شہادت یا مسلمہ شواہد کی بنا پر فیصلہ کرتی ہے۔ قادیانی زبان سے اپنا عقیدہ کچھ بھی بیان کریں خواہ وہ یہ بھی کہہ دیں کہ یہ عقیدہ ہمارا صرف زبانی نہیں بلکہ قلبی بھی ہے ایسے میں عدالت شواہد دیکھے گی اور شواہد مرزا قادیانی، مرزا محمود، مرزا بشیر ایم اے اور دوسرے قادیانیوں کی کتابوں سے ہی مل سکتے ہیں اس لیے انہیں کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

۵ ــــ کسی شخص کے خلاف چوری کا کیس رجسٹر ہو معاملہ عدالت تک جائے وہ شخص چہرے مہرے سے پارسا لگتا ہو پنجوقتہ نمازی بھی ہو ملنسار اور با اخلاق بھی، گفتگو کرے تو اس کے منہ سے پھول جھڑیں، سر پہ کالے رنگ کی ٹوپی، آنکھوں پر پرانی سی عینک، پاؤں میں تسمے والے بوٹ پہنے ہوئے ہو عدالت اس سے پوچھتی ہے کہ کیا تو نے چوری کی ہے تو وہ کہتا ہے کہ جناب میری صورت دیکھ لیں میں چور ہو سکتا ہوں یہ شخص خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے اس کے بعد عدالت مدعی سے مخاطب ہوتی ہے اور پوچھتی ہے ہاں میاں تیرے پاس کیا شہادت ہے کہ یہ چور ہے تو مدعی کہتا ہے کہ جناب شہادت نہیں شواہد ہیں پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ شواہد کیا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ جناب چوری کا مال اس کے گھر میں موجود ہے واقعتاً چوری کا مال اس کے گھر سے برآمد ہو جاتا ہے اور عدالت شواہد کی بنا پر اسے سزا دینے پر مجبور ہو جاتی ہے قادیانی زبان سے کچھ بھی کہتے رہیں یقیناً دیانتداری کے شواہد ان کے خلاف ہیں اور عدالت نے قادیانیوں کے خلاف جو فیصلہ دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور روزنامہ جنگ کے اداریہ نگار نے جو اداریہ لکھا ہے وہ بھی حقائق پر مبنی ہے۔

تحریک ختم نبوت 1953

ترتیب و تحقیق:

مولانا اللہ وسایا

☆ اکتوبر ۱۹۳۴ء قادیان سے ۲۲ جنوری ۱۹۵۳ء لاہور تک کے حالات و واقعات کا بصیرت افروز تجزیہ ☆ ملتان فائرنگ کیس ☆ آل پارٹیز مجلس عمل کا قیام ☆ جہانگیر پارک کراچی میں ظفر اللہ خاں قادیانی کے جلسہ پر پتھراؤ ☆ قادیانیوں کے خلاف جلسے، جلوس اور ہڑتالوں کا لامتناہی سلسلہ ☆ خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کو نوٹس ☆ حضرت امیر شریعت، مولانا ابوالحسنات اور مجلس عمل کے دیگر راہنماؤں کی گرفتاریاں ☆ امت مسلمہ کا احتجاج اور لیگی حکومت کا ظلم ☆ لاہور میں مارشل لاء ☆ اعظم و ناظم کا ظلم و ستم ☆ مرزائیوں کی بربریت ☆ عاشقان ختم نبوت کے سینے اور سفاکوں کی گولیاں ☆ لاہور میں پاسبانان ختم نبوت کا قتل عام ☆ گولیوں کی بوچھاڑ اور لاشوں کے انبار ☆ عشق مصطفیٰ کے لئے خاک و خون میں تڑپنے والے شہداء کی ایمان پرور، جہاد آفریں داستانیں ☆ حق کی للکار، باطل کا فرار ☆ رسوائے زمانہ جسٹس منیر کی قادیانیت نوازی، انصاف کا خون ☆ تحریک کے راہنماؤں کی جرأت رندانہ ☆ سینکڑوں عنوانات ☆ ہزاروں کہانیاں ☆ مجلس عمل کا عدالت میں باطل شکن تحریری بیان ☆ عدالت کے مرزائیوں سے سوالات، مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تاریخی جواب الجواب ☆ کتاب کے ہر صفحہ پر حقائق کا انبار ☆ تاریخ نے راز کھول دیئے، جس سے مرزائیت عریاں ہو گئی ☆ تحریک کے مخالفین کا انجام ☆ تحریک کی صوبہ جاتی رپورٹیں ☆ پنجاب کے اضلاع میں تحریک کی رفتار ☆ لاکھوں سرخرو چہرے، بیسیوں مکروہ مہرے ☆ ایک ایسی تاریخی اور مستند دستاویز جس سے حق کا بول بالا ہوا اور دشمن کا منہ کالا ہوا ☆ حضرت لاہوریؒ کا اہل جنت سے خطاب ☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ ایک قرض و فرض کی ادائیگی ☆ رشحات قلم، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆ قائد احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ ☆ قائد تحریک ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ ☆ شیر اسلام، مولانا غلام غوث ہزارویؒ ☆ وکیل ختم نبوت، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش درانی

پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے

کمپیوٹر کتابت ☆ عمدہ کاغذ ☆ اعلیٰ طباعت ☆ بہترین جلد ☆ صفحات 912 ☆ قیمت ۔/100 روپے ☆ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ☆ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ملنے کا پتہ: ۱: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان پاکستان فون = ۴۰۹۷۸۔

۲ مکتبہ سید احمد شہیدؒ ۔ ۱۱۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور فون = 228196

افادات حکیم الامت حضرت تھانویؒ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے ایمان افروز حالات

مرتبہ
مولانا محمد اسلم ہارون آباد

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بےمثال سخاوت کا حیرت انگیز واقعہ

ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپؓ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو مجھ سے سوال کیا اس کا حق مجھ پر بہت ہے اور مجھ کو یہ جاننا بھی دشوار ہے کہ تجھ کو کیا دینا چاہئے اور جس قدر کا تو لائق ہے تھا میرے پاس نہیں۔ علاوہ اس کے خدا کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہی ہے۔ میرے قبضہ میں تیری حاجت کے موافق تو ہیں مگر جو تو تھوڑے سے پر قناعت کرے اور مجھ کو زیادہ دینے کے لئے کسی تکلیف اور حیلہ کی ضرورت نہ پڑنے دے تو البتہ نذر موجود حاضر کر دوں۔

اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ جو آپ دیں گے مجھے قبول ہے اگر آپ دیں گے تو مشکور ہوں گا اور نہ دیں گے تو معذور جانوں گا۔

آپ نے اپنے کارپرداز کو بلایا اور اس سے اپنے خرچ کا حساب کیا اور سب حساب کر کے فرمایا کہ تین لاکھ درہم میں سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ۔

اس نے پچاس ہزار درہم لا دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ سو دینار بھی تو تھے کیا ہوئے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس موجود ہیں۔ آپ نے ان کو بھی منگا لیا۔ اور سب دینار و درہم اس سائل کے حوالے کئے اور کہا ان کے لیجانے کو مزدور بلا لاؤ جب مزدور آئے آپ نے اپنی چادر مزدوری میں ان مزدوروں کے حوالہ کی کسی خادموں نے عرض کیا کہ اب نہ ہمارے پاس دینار ہے نہ درہم۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا ثواب بہت بڑا عنایت فرمائے گا۔ (نزہتہ البساتین)

(ف) ان حضرات کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ سخاوت کرنا اور اپنے لئے جمع کر کے نہ رکھنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر کی سخاوت کا حیرت انگیز واقعہ

ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر حج کے لئے روانہ ہوئے راہ میں بار برداری سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس لگی۔ اثناء راہ میں ایک بڑھیا اپنی جھونپڑی میں بیٹھی تھی۔ تینوں صاحبزادوں کا جو گذر اس پر ہوا۔ پوچھا کہ تیرے پاس کچھ پانی ہے؟ کہا کہ ہے یہ سن کر تینوں سواریوں سے اتر پڑے اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی بکری الگ کو بندھی تھی کہا اس کا دودھ نکال کر پی لو۔

جب دودھ نکال کر پی لیا تو پوچھا۔ کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے اس بکری کے اور کچھ نہیں۔ اگر تم میں سے کوئی اس کو ذبح کر کے صاف کر دے تو میں پکا دوں۔

صاحبزادوں میں سے ایک نے اس کی تعمیل کی بڑھیا نے کھانا تیار کر دیا۔ وہ کھا پی کر سیر ہوئے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھہرے رہے۔

جب چلنے لگے تو بڑھیا سے کہا کہ ہم لوگ قریشی ہیں۔ اب حج کو جاتے ہیں وہاں سے اگر سلامت پھریں گے تو ہمارے پاس آئیو ہم تجھ سے سلوک کریں گے یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

جب اس عورت کا خاوند آیا تو اس بڑھیا نے تشریف لانا حضرات کا۔ اور ذبح ہونا بکری کا بیان کیا وہ سن کر غصہ ہوا۔ کہ میری بکری کیا جانے کس کو کھلا دی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے لوگ تھے۔

مدت کے بعد۔ ان دونوں مرد عورت کو مدینہ منورہ آنے کی ضرورت ہوئی وہاں پہنچ کر اونٹ کی مینگنیاں جمع کرتے اور ان کو بیچ کر اپنی گذران کرتے۔ اتفاقاً ایک روز بڑھیا اس طرف جا نکلی جہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بڑھیا کو پہچان لیا مگر اس نے نہ پہچانا۔ آپ نے اپنے خادم کو بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا مجھے پہچانتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتی آپ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں جو فلاں روز تیرے یہاں مہمان ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہ ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر آپ نے ایک ہزار بکریاں اور ہزار دینار بڑھیا کو دے کر اپنے خادم کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے بھائی نے کیا دیا ہے؟

اس نے عرض کیا ہزار دینار اور ہزار بکریاں۔ آپ نے بھی اسی قدر اس کو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس روانہ کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ حسنین رضی اللہ عنہما نے تجھ کو کیا دیا؟

کہا دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں دیں۔

انہوں نے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اپنے پاس سے دیں اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں اتنا دیتا کہ حسنین رضی اللہ عنہما کو دینا بڑا مشکل پڑتا۔ غرضیکہ

بڑھیا چار ہزار دینار اور اتنی بکریاں لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی۔ اور کہا کہ یہ عوض اس ایک بکری کا ہے جس کو سردارانِ قریش نے کھایا تھا (قصص الاولیاء)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے سامنے ایک بوڑھا آدمی وضو کر رہا تھا لیکن وضو غلط طریقے پر کر رہا تھا۔ ابھی ان دونوں کا بچپن کا دور تھا۔ دونوں نے بابا جی سے کہا کہ میاں صاحب ہم بچے ہیں ہمارا وضو تو دیکھنا کہیں ہم غلط تو وضو نہیں کر رہے ہیں پھر وضو کو سنت کے مطابق پورا کیا بوڑھا بول اٹھا کہ بچو! تمہارا وضو ٹھیک ہے میں ہی غلط وضو کر رہا تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کا فوراً فرمانِ نبوی کی تعمیل کرنے کا واقعہ!

خلفائے راشدینؓ کا مقام تو بہت بلند ہے۔ بعد کے صحابہ کرام میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رومیوں سے جنگ بندی کا معاہدہ تھا اس کی مدت ختم ہونے سے پہلے حضرت معاویہؓ نے اپنی فوجیں سرحد پر ڈال دیں اور مدت کے ختم ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ رومی لوگ بے خبری میں تھے اس لئے پسپا ہونے شروع ہو گئے اور حضرت معاویہؓ فاتحانہ آگے بڑھتے رہے اتنے میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے پہنچے اور حضرت معاویہؓ کو روک کر انہیں ایک حدیث سنائی جس کی رو سے یہ حملہ شرعاً جائز نہیں تھا۔ حضرت معاویہؓ یہ سمجھتے تھے کہ حملہ چونکہ جنگ بندی ختم ہونے کے بعد ہوا ہے اس لئے یہ عہد شکنی میں داخل نہیں ہے۔ لیکن حدیث سنتے ہی کوئی تاویل کرنے کے بجائے اپنے پورے لشکر کے ساتھ واپس لوٹ گئے۔

(جامع ترمذی۔ ابواب السیر۔ باب ما جاء فی الغدر)

جو سالارِ لشکر اپنی کامیاب تدبیر کے بعد فتح کے نشے میں آگے بڑھ رہا ہو اس کے لئے اپنی یلغار کو روکنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ مفتوحہ علاقہ بھی واپس کر دے۔ لیکن مقصد چونکہ سیاست و حکومت نہیں۔ اطاعتِ شریعت تھا اس لئے تدبیر کے ناجائز ہونے کا علم ہوتے ہی اس ساری تدبیر سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان اختلاف پر قیصر کے بادشاہ نے جب حضرت علیؓ کے خلاف امیر معاویہؓ کو امداد دینے کا خط لکھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ لکھا اے کتے تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے تجھ سے لڑنے کے لئے حضرت علیؓ کی فوج کا سب سے پہلا سپاہی میں ہی ہوں گا۔

حضرت امیر معاویہؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے ثبوت کا واقعہ!

ایک صحابی حضرت کابس ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ بصرہ میں تھے جو ظاہری شکل و صورت میں بالکل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل تھے۔ جب حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپؓ نے خلافت کے زمانے میں حضرت کابس کو دارالخلافت میں دمشق میں بلوایا۔ چنانچہ جب وہ تشریف لائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے اتر کے اور استقبال کے لئے آگے بڑھے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور از راہِ مرحمت ایک موضع مرغاب نامی ہبہ فرمایا۔

کابس بن ربیعہ بن مالک بن عدی بن الاسود بن خشم بن ربیعہ بن الحارث بن سامۃ بن لوی۔

وکان بلغ معاویۃ بن ابی سفیان ان بالبصرۃ رجلا یشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکتب الی عاملہ الیہا عبد اللہ بن عامر بن کریز ان یوفدہ الیہ فاوفد لا یسا فلما دخل الی معاویۃ تنزل من سریرہ ومشی الیہ حتیٰ قبل بین عینیہ واقطعہ المرغاب المحبر لابن حبیب۔

(البغدادی متوفی ۲۴۵ھ)

معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے جو محبت تھی وہ تھی۔ وہ ان کی صورت کے بھی عاشق تھے۔ یہاں تک کہ جو صرف ان کی شکل سے ملتا جلتا تھا اس کے اعزاز و اکرام میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ عبرت کے لئے یاد رکھیں۔

حضرت محی الدین ابن عربی کو ایک عالم سے بغض تھا کیونکہ وہ عالم ان کے شیخ ابو مدین کو برا جانتے تھے۔ ایک رات محی الدین ابن عربی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ فلاں عالم سے تم کو کیوں عداوت ہے؟ عرض کیا کہ وہ میرے شیخ سے بغض رکھتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا وہ عالم مجھ سے تو محبت رکھتے ہیں تم نے شیخ کی عداوت کا اثر لیا اور مجھ سے اس کی محبت کا خیال نہیں آیا۔ غرض شیخ کو تنبیہ ہوئی اور ان عالم سے صفائی ہو گئی اسی طرح حضرت معاویہؓ سے بغض رکھنا آنحضرتؐ سے بغض رکھنا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی تہجد گذاری اور شیطان سے مکالمہ کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت امیر معاویہؓ ایک رات تہجد کے وقت اچانک ایک شخص نے ان کو جھنجوڑ کر جگایا امیر معاویہؓ نے ادھر اُدھر دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا حیران تھے کہ محل کے دروازے تو بند تھے پھر مجھ کو کس نے جھنجوڑا؟ آخر انہوں نے دروازے کے پیچھے ایک شخص کو کھڑا دیکھا جو پردے میں اپنا منہ چھپا رہا تھا۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا ارے تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام ایک زمانہ جانتا ہے۔ میں بدبخت ابلیس ہوں۔ امیرؓ نے پوچھا سچ بتا تو نے مجھے اس اہتمام سے کیوں جگایا۔ دیکھو غلط بیانی سے کام مت لینا

اس نے کہا اے امیر نماز کا وقت تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے جگایا ہے کہ آپ لپک کر مسجد میں جائیں اور نماز میں شامل ہو جائیں۔ آپ کو علم ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عَجِّلُوْا الطَّاعَاتِ قَبْلَ الْفَوْتِ۔ یعنی عبادات کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ قبل اس کے کہ وقت نکل جائے۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا نہیں نہیں! تیری یہ غرض ہرگز نہیں تھی کہ تو مجھ کو نیکی کی طرف راغب کرے۔ یہ تو وہ بات ہوئی کہ چور میرے گھر میں گھس آئے اور کہے کہ میں پہرہ دینے آیا ہوں۔ بھلا میں چور کی بات پہ کیسے یقین کر سکتا ہوں۔ ارے تو تو چوروں کا چور ہے تو میرا خیر خواہ کب ہو سکتا ہے۔

ابلیس نے کہا کہ ہم کبھی فرشتوں میں شامل رہے ہیں اور اطاعت کے راستے کو دل و جان سے طے کر چکے ہیں۔ ہم اہلِ عرفاں کے راز دار اور ساکنانِ عرش کے ساتھی تھے۔ بھلا پرانی یاری

باقی ص ۲۶ پر

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

جنگِ آزادی کا ایک عظیم سرفروش مجاہد

تحریر حافظ محمد ابراہیم بندھانی، کراچی

چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ ہماری ملی تاریخ کے وہ عظیم سرفروش مجاہد ہیں جنہوں نے آزادی وطن اور فرنگی استبدادیت کے خاتمے کے لیے ایسے پرخطر اور دشوار گزار حالات میں علم بغاوت بلند کیا تھا جب فرنگی حکمرانوں کا اقتدار اپنے پورے شباب پر تھا اور برصغیر پاک و ہند کے محکوم عوام پر اس کا جبر و ستم پورے عروج پر تھا۔

اسلام کے شیدائی اور جہادِ آزادی کے اس نڈر سپاہی کی ولادت باسعادت ۱۸۹۱ء کو سرسبز و شاداب اور گیتی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور تحصیل گڑھ شنکر میں راجپوت برادری کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری امیر خان تھا۔ گھر کے دیندار ماحول کے باعث چوہدری صاحب بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور دیگر دینی امور سے کما حقہ آشنا ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے اسکول میں مکمل کی اور پھر مزید تعلیم کے حصول کے لیے امرتسر تشریف لے گئے۔ انہی دنوں شہر میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی تو مخلوقِ خدا کی خدمت کے جذبے سے سرشار غریبوں کا غم گسار اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر علاج و معالجے کی استطاعت نہ رکھنے والے غریبوں کو اس ہلاکت خیز مرض کے ہاتھوں موت کے چنگل میں جانے سے بچانے اور ان کو ہر ممکنہ ضروری امداد فراہم کرنے کے لیے شب و روز سرگرم عمل ہو گیا جس کے نتیجے میں اس موذی مرض نے چوہدری صاحبؒ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بفضل تعالیٰ جان تو بچ گئی لیکن دائمی کھانسی کا یہیں سے آغاز ہوا۔

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر چوہدری صاحبؒ حصول تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے پنجاب پولیس میں سب انسپکٹر کی حیثیت سے بھرتی ہو گئے۔ اس امر کی وضاحت، چوہدری صاحب نے اپنی سوانح حیات "میرا افسانہ" میں ان الفاظ میں فرمائی ہے: "میری طبیعت کے رجحانات اگرچہ انگریز کی طرف مائل نہ تھے تاہم وقت کے رواج کے مطابق سلسلۂ ملازمت میں منسلک ہو کر حلقہ بگوش انگریز ہو گیا۔ ۱۹۱۷ء میں بطور سب انسپکٹر پولیس بھرتی ہو گیا۔ انگریز سرپرستی نے مسلمانوں کی لٹیا ڈبو دی تو سب مسلمانوں کے ساتھ میری آنکھوں سے بھی غفلت کی پٹی کھلنا شروع ہو گئی۔"

چوہدری افضل حقؒ کے دل میں فرنگی سامراج کے خلاف نفرت و حقارت کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اسے امام المجاہدین شہنشاہ خطابت، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ کی آتش بیانی نے شعلہ جوالہ بنا دیا۔ تحریک خلافت کا زمانہ تھا۔ لدھیانہ میں منعقدہ ایک عظیم الشان جلسے میں حضرت امیر شریعتؒ نے اپنے مخصوص قلندرانہ و ساحرانہ انداز اور شیر ببر جیسی آواز میں مسلمانوں پر روا رکھے گئے فرنگی آقاؤں کے ظلم و استبدادیت اور مسلمانوں کی مظلومیت و معصومیت کی خونچکاں داستان بیان فرمائی تو جلسے کی کارروائی سرکاری ڈائری میں نوٹ کرنے کی غرض سے جلسہ گاہ میں پولیس وردی زیب تن کر کے آئے ہوئے سب انسپکٹر افضل حق کا قرطاس پر تیز رفتاری سے چلتا ہوا قلم بھی تھم گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر دل پذیر سے چوہدری افضل حق کے دل کی کایا اور ذہن کی دنیا میں جوش و عمل کا ایک طوفان برپا ہو چکا تھا وہ افضل حق جو سب انسپکٹر کی حیثیت سے جلسہ گاہ میں فرنگی حکمرانوں کے سیاہ قوانین کی نگہبانی کے لیے آیا تھا اب حضرت بخاریؒ کی تقریر کے فیوض و برکات کی بدولت اس کی سلطنت کا صف اول کا باغی بن کر واپس ہو رہا تھا۔ مسلمان قوم کے تابناک مستقبل کی خاطر انگریز سرکار کی ملازمت کو ٹھوکر لگا کر جرات و شجاعت کا یہ پیکر اپنی زندگی کو تاریک راہوں میں ڈالنے کا عزم صمیم کر چکا تھا۔

چوہدری صاحب نے چمن زار سے نکل کر پرخار صحرا میں اپنی آمد کا پس منظر اپنے مخصوص محققانہ و مفکرانہ انداز میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ "عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ کی مسلسل دو تقریروں نے میرا کام تمام کر دیا۔ انگریز نے عالم اسلام پر جو ظلم و ستم روا رکھا تھا اسے دیکھ دیکھ کر میں ملازمت کے دوران دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا اب شاہ جی کی تقریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ شاہ جی نے اہل فرنگ کی اسلام دشمنی کا اپنی جادو بیانی سے ایسا نقشہ کھینچا کہ میرے قلب و جگر میں بچپن سے لے کر عالم شباب تک انگریز کے خلاف نفرت و حقارت کا جو جذبہ پرورش پا رہا تھا ایسا اجاگر ہوا کہ مجھے دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ تھی۔ وہ تقریر کر رہے تھے اور میرے دل کی ایک ایک دھڑکن ان کے خیالات سے ہم آہنگ تھی۔ تین چار گھنٹے کی یہ ساحرانہ خطابت جب اختتام پذیر ہوئی تو مجھے یوں لگا کہ میں کسی خواب سے بیدار ہوا ہوں۔ میں اس امر پر غور و فکر کر رہا تھا کہ خوشحالی میں ساتھ دینا بھی کوئی نیکی اور بہادری ہے؟ شرافت اور خلوص کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے اس بدترین دور میں تھوڑی سی بھی قربانی بہت سے اجر کا باعث ہو سکتی ہے۔ زندگی کو کسی نصب العین، کسی خوشنما مقصد اور خودداری کے جذبے کے تحت بسر کرنا ہی اصل منشائے حیات ہے۔ انہی خدشات سے مغلوب ہو کر میں نے استعفیٰ داغ دیا۔"

سرکاری عہدے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد آپؒ نے وطن عزیز کے ان پچھڑے گاؤں اور دیہاتوں سے جہاں لوگ فرنگی آقاؤں کے خلاف کچھ کہنا تو درکنار بات تک کہنے کا یارا نہ رکھتے تھے پوری جرات و بے باکی کے ساتھ جذبۂ آزادی کو پروان چڑھانے اور فرنگی اقتدار کو زمیں بوس کرنے کی تحریک کا آغاز کر دیا۔ فرنگی حکومت جس پر چوہدری صاحبؒ

کے استعفیٰ کی وجہ سے پہلے ہی بوکھلاہٹ طاری ہو گئی اب چوہدری صاحب کی باغیانہ تقریروں سے لرزہ براندام ہو کر اس مرد حریت کو جدوجہد آزادی کے عظیم مشن سے باز رکھنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی۔

پہلے تو چوہدری صاحب کو دولت و حشمت اور انعام و اکرام سے نوازنے کے لالچ دیئے جنہیں چوہدری صاحب نے پائے نفرت سے ٹھکرا دیا تو پھر فرنگی سرکار نے فرعونی طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر ڈرانے دھمکانے کی روایتی پالیسی اختیار کی لیکن یہ مرد حریت جو اپنا سب کچھ قربان کر کے قوم کے ہاتھوں میں پڑی ہوئی غلامی کی زنجیریں توڑنے اور اسے آزاد فضاؤں میں سانس دلانے کا تہیہ کر چکا تھا ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو کر پورے عزم و استقامت کیساتھ برسرپیکار رہا۔ اور پھر بالآخر فرنگی سرکار نے چوہدری صاحب کو گرفتار کر کے آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا۔ چوہدری صاحب کو مقدمۂ بغاوت کے ملزم کی حیثیت سے جب عدالت میں پیش کیا گیا تو جج صاحب نے بیان دینے کا حکم دیا۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ "پولیس کا بیچ جو رات ہی رات مجھے جیل سے یہاں لے آئی اور ترتیب بیان کا موقعہ تک ہی نہ دیا" جج نے چوہدری صاحب کے حوصلے اور ولولے کی آزمائش کرتے ہوئے پوچھا کہ پھر تمہیں کتنی سزا دی جائے؟ تو تحریک آزادی کے اس سرفروش مجاہد نے اس موقعہ پر پختگی ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے انگریز عدالت کو مخاطب کر کے جواب دیا کہ "حکومت فرنگ کی نافرمانی کے مرض کی شدت ہے۔ اگر سزا اسی مرض کی دوا ہے تو پھر پوری خوراک دیجئے" جج نے ہنس کر کہا "نہیں کم از کم سے شروع کیجئے یعنی چھ ماہ جیل یاترا!" یہ پہلی سزا تھی جو چوہدری صاحب کو ۱۶ فروری ۱۹۲۲ء کو دی گئی۔ اور پھر آپ کو انبالہ جیل پہنچا دیا گیا۔

جیل میں قیدیوں پر ہونے والے بہیمانہ تشدد، ناقص غذاؤں اور سیاسی اور غیر سیاسی قیدیوں سے امتیازی سلوک برتنے کا مطالبہ کرتے ہوئے چوہدری صاحبؒ نے "رہ فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا" کے مصداق جیل کے نظم و نسق کے خلاف بغاوت کر دی۔ جیل خانے کی دنیا میں اصلاحات کی یہ پہلی صدائے بازگشت تھی جو اس مرد قلندر نے خدمت

> # ذوق سلیم کی توہین
>
> "تکمیل دین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل مرزائی لوگ تاج محل پر مٹی کا گھروندا تیار کر کے ذوق سلیم کی توہین کرنا چاہتے ہیں، جس طرح فن تعمیر کے ماہر ایسے کور ذوق کو برداشت نہیں کر سکتے اسی طرح سچے مسلمان ایسے کور باطن مذہب کو قبول نہیں کر سکتے۔"

خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر بلند کی۔ بس پھر کیا تھا، مدتوں سے وحشت و بربریت کی چکی میں پستے ہوئے قیدیوں کے جذبات میں بھی تلاطم پیدا ہو گیا انہوں نے جیل میں، ہنگامہ برپا کر دیا جس کی تحقیقات کے لیے انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کے علاوہ پنجاب پولیس کے انگریز آئی جی بھی انبالہ جیل پہنچے، جیل قوانین کے مطابق تمام قیدی ایسے افسروں کی آمد پر ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن جیسے ہی یہ دونوں ذمہ دار افسران چوہدری صاحب کی کوٹھڑی کے سامنے پہنچے تو جیلر کے حکم کے باوجود چوہدری صاحب اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہے۔ آئی جی نے چوہدری صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور غصے میں کہا، پولیس کی نوکری چھوڑ کر انگریزوں سے حکومت چھیننے آئے ہو اب اس کا مزہ چکھو" اس کے بعد چوہدری صاحب پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے شروع کر دیئے گئے جیسے آٹھ بجے ان کو کوٹھڑی میں سے نکالا جاتا اور پھر ایک درخت کے ساتھ دائیں ہاتھ کو ہتھکڑی لگا کر باندھ دیا جاتا اور شام چھ بجے تک چوہدری صاحب اسی حالت میں کھڑے رہتے۔ پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں کھڑی ہتھکڑی کی وحشت ناک سزا کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا چوہدری صاحب کو جسمانی طور پر دی گئی ان سزاؤں پر ہی اکتفا نہ کیا گیا بلکہ ان درندہ صفت فرنگی حکمرانوں نے پسا ہوا شیشہ اور دیگر مضر رساں اشیاء کھانے میں ملا کر ان کو دیں جن سے چوہدری صاحب کو گلے کی خرابی سمیت مختلف مہلک امراض بھی لاحق ہو گئے۔

فرنگی حکومت نے چوہدری صاحب کو ہراساں اور لرزاں کرنے والی تمام تدبیریں آزما کر دیکھ لیں لیکن مرد مجاہد

سخت ہے ارباب وفا صبر و توکل
چھوٹے نہ کہیں ہاتھ سے دامان خدا دیکھ

پر ایمان کامل رکھتے ہوئے نصرت خداوندی کے سہارے حصول مقصد کے راستے میں پیش آمدہ تمام مصائب و مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے آبلہ پا راہوں پر رواں دواں ہی رہے۔

جیل سے رہائی کے بعد آپ کو کانگریس ضلع ہوشیار پور کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں چوہدری صاحب پہلی بار اپنے ضلع سے پنجاب اسمبلی کے رکن بنے۔ اسمبلی میں آپ نے اپنی صلاحیت و قابلیت کے وہ جوہر دکھائے جو نہ صرف برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر گئے بلکہ آپ کو اس دور کے ملی رہنماؤں میں منفرد و ممتاز مقام بھی حاصل ہو گیا۔ مسلح سکھوں کے مقابلے میں نہتے مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے چوہدری صاحبؒ نے کئی روز کی بحث و تمحیص کے بعد پنجاب اسمبلی سے مسلمان قوم کو دفاعی ضرورت کے طور پر کلہاڑی اور تلوار بغیر لائسنس اپنے پاس رکھنے کی منظوری حاصل کر کے اور اس کے لیے باقاعدہ قانون منوا کر ایک ناقابل فراموش کارنامہ سرانجام دیا۔ ۱۹۳۰ء میں آپ آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر نامزد ہوئے اور اسی ہی حیثیت میں دہلی سے آپ کی گرفتاری عمل میں آئی ۱۹۳۱ء جو میں رہا ہوئے تو کانگریس کی مسلم آزار پالیسی اور اس کی قیادت کے متعصبانہ رویہ سے برگشتہ ہو کر چوہدری صاحب نے مسلمانوں کی علیحدہ تنظیم کے قیام پر غور و فکر شروع کر دیا اور پھر بالآخر ۱۰ جولائی ۱۹۳۱ء میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا ظفر علی خان، وغیرہم کے ساتھ مل کر "مجلس احرار اسلام"

...نام سے وہ تاریخ ساز قافلۂ حریت ترتیب دیا جس کے اعلیٰ
...نماؤں سے لے کر ادنیٰ رضاکار تک فرنگی سامراج کے خاتمے،
...ین اسلام کی سربلندی، ناموس ختم نبوت اور مسلمانوں کے
...قوق کے تحفظ کے لیے جاں نثاری و فداکاری کے لازوال
...اقعات نے قرونِ اولیٰ کے غزوۂ اسلام کے معرکوں کی یاد
...ازہ کردی۔ یہ مجلس احرارِ اسلام ہی تھی جس نے قاضی
...سان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، شیخ
...ام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، آغا شورش کاشمیری،
...لانا مظہر علی اظہر اور مولانا غلام غوث ہزاروی جیسے بے بدل
...بیب پیدا کیے جنہوں نے اپنے جرأتمندانہ کردار و گفتار سے
...ے بڑے طوفانوں کے دھارے موڑ دیئے۔ یہی وہ مجاہدین
...م تھے جو حق بات تختۂ دار پر بھی کہنے میں کبھی بھی نہیں چوکتے
...ے۔

عاشقِ رسول آغا شورش کاشمیری چودھری صاحبؒ کو خراج
...قیدت پیش کرتے ہوئے اپنی سوانح حیات میں رقمطراز ہیں کہ
...مجلس احرار حقیقتاً دو شخصیتوں چودھری افضل حق اور سید
...طاء اللہ شاہ بخاری ہی کے سحروتاثر کا نام تھا، چودھری
...صاحبؒ نے یہ قافلہ مرتب کیا اور شاہ جی اس قافلے کے حدی
...خوان تھے۔ چودھری صاحبؒ قرنِ اول کے ان صحابہؓ کی یاد
...گار تھے جن سے فہم و فکر اور فقر و استغناء کی راہیں روشن ہوئی
...ور جو اسلام کے تاریخی تذکروں میں فخر و مباہات کی مسند پر
...پر فائز ہیں۔" چودھری صاحبؒ عمر بھر حکومتِ الٰہیہ کے عملی
...نفاذ کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی تمام تر فکر اور سوچ کا محور و
...مرکز سربلندیٔ دین اور انسانیت کی فلاح و بہبود تھا۔ چودھری
...صاحبؒ دینِ محمدیؐ کو سیاسی اغراض و مفادات کے لیے
...محض نعرے کے طور پر استعمال کیے جانے کے سخت خلاف
...تھے بلکہ وہ اس مقدس نظامِ حیات کو زندگی کے تمام شعبوں
...میں عملی روح کے ساتھ اپنائے جانے کے خواہاں تھے اسی
...لیے ایک موقع پر چودھری صاحبؒ نے مغربی تہذیب کے
...دلدادہ لیگی سیاستدانوں کے بارے میں یہ تاریخی فقرہ کہا
...تھا کہ "مسلمانوں کو یہی صدمہ نہیں کہ اکثر لیگی مسلمان
...اسلامی کلچر کے دعویٰ کا "مذنبل" نمونہ ہیں بلکہ انہیں بجا
...طور پر یہ بھی شکایت ہے کہ بعض لنگوٹی مسلمان حجازی

باقی ص ۲۶ پر

باغ والے

از سلمیٰ جبین

قرآن کریم نے ہمارے سمجھانے کے لیے بہت سے قصے اور تماثیل بیان فرمائی ہیں۔

ایک قصہ باغ والوں کا بھی ہے۔ جو بڑا ہی عبرت آموز ہے۔ اس قصے کی تفصیل سورہ القلم میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

اللہ رب علیم نے بخیل مکذبین کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم ان سب کا وہی حشر کریں گے جو ہم نے باغ والوں کا کیا۔ پ۱/۶۸

یہ چند خوش حال لوگ تھے۔ جن کا ایک نہایت ہی عمدہ ثمر بار تھا۔ وہ اس باغ سے خوب کھاتے کماتے تھے۔

ایک دفعہ جب باغ پر بھرپور پھل آ گیا اور پک کر خوب تیار ہو گیا تو ان لوگوں نے ایک رات پکا ارادہ کیا کہ ہم صبح ہوتے ہی سارا پھل توڑ لیں گے اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دیں گے تاکہ کوئی شخص خواہ مخواہ خیر خیرات مانگنے نہ چلا آئے۔ بس یہ فیصلہ کر کے وہ سو گئے۔

یہ تو سرے کی نیند سو رہے تھے اور اُدھر ان کے باغ پر راتوں رات ایک آفت پھر گئی جس نے باغ کو بالکل روند ڈالا۔ اور تباہ و برباد کر دیا۔

ادھر ان لوگوں نے صبح صبح ایک دوسرے کو پکارا اور کہا کہ اپنی فصل کاٹنے کے لیے صبح سویرے ہی جا دھمکو۔ چنانچہ وہ نہایت خاموشی سے باتیں کرتے ہوئے چل پڑے کہ خبردار آج کے دن کوئی مسکین تمھارے پاس پھٹکنے نہ پائے اور یوں وہ اپنی قوت و ثروت پر ناز اور گھمنڈ کرتے ہوئے سویرے ہی سویرے وہاں جا پہنچے۔

مگر یہ کیا شاید ہم اپنے باغ کا راستہ بھول کر کسی ویرانے میں آ گئے ہیں۔ یہاں تو باغ کی جگہ تباہی و بربادی کا راج ہے۔

ارے نہیں نہیں یہ تو ہمارا باغ ہی تھا جو اُجڑ چکا ہے۔ ہائے شومیٔ قسمت ہم تو لُٹ گئے — ہم مارے گئے ہم اپنی ساری دولت، ثروت اور جاہ و حشمت سے محروم ہو گئے۔

اور لگے جزع و فزع کرنے اور رونے دھونے ان میں سے ایک شخص معتدل مزاج کا میانہ رو فرزانہ اور عقلمند تھا۔ اس نے باقیوں سے کہا۔

"بھائیو! جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب بھی عقل سے کام لو اور اپنے رب کے حضور توبہ کرو۔ اپنے فعل ظلم اور کبر و نخوت سے باز آؤ اور نئے سرے سے اللہ رب العالمین سے رشتہ استوار کرو اور اس کے قانون کی پابندی کرتے ہوئے اس کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تمجید کرتے ہوئے دوبارہ تگ و تاز شروع کر دو اور اس تباہ و برباد شدہ باغ کی جگہ نیا باغ لگاؤ اور آئندہ کسی مسکین اور مستحق کا حق نہ مارنا۔"

یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور یک زبان ہو کر پکار اٹھے۔

"ہمارا رب سبحان ہے۔ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔"

اور یوں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور اقرار کیا کہ ہائے ہماری شامت ہم واقعی حدود فراموش ہو چکے تھے۔ جس کی ہم کو قرار واقعی سزا ملی۔

اب ہم اپنے ظلم سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے رب کی طرف صدقِ دل سے رجوع کرتے ہیں۔

ہمیں اپنے رب سے پوری پوری امید ہے کہ وہ ہم کو انشاء اللہ اس باغ کے بدلے میں زیادہ بہتر باغ عنایت فرمائے گا۔

باقی ص ۲۶ پر

مرزا قادیانی کے بیانات اپنی عمر کے بارے میں

اشتیاق احمد جھنگ

۱۔ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ کتاب البریہ، عمر بنی ۶۵ سال۔

۲۔ ۱۸۵۷ء میں میری عمر ۱۶ یا ۱۷ سال تھی۔ کتاب البریہ، عمر بنی ۶۵ سال۔

۳۔ جب میرے والد نے اس دنیا کو چھوڑا، اس وقت میری عمر ۳۴ یا ۳۵ سال تھی۔ کتاب حیات مسیح موعود، عمر بنی ۶۶ سال۔

۴۔ مرزا غلام مرتضیٰ (والد مرزا قادیانی) کا انتقال ۱۸۵۶ء میں ہوا۔ (سیرت مسیح موعود) عمر بنی ۶۶ سال۔

۵۔ بہت سے اکابر گزرے ہیں جنہوں نے میرے لیے پیش گوئی کی اور پتا بتایا، بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی جو چراغ دین ۱۲۶۸ھ ہے۔ (الحکم ۱۰ اپریل سنہ ص ۷) عمر بنی ۵۸ سال۔

۶۔ میری عمر کے چالیس سال پورے ہونے پر صدی سر آپہنچی۔ تریاق القلوب، عمر بنی ۶۶ سال۔

۷۔ جب سلطان مرزا پیدا ہوا، اس وقت ہماری عمر صرف ۱۶ سال تھی۔ سیرت المہدی ۲۵۶۔ عمر بنی ۶۸ سال۔

۸۔ مرزا سلطان احمد ۱۹۱۳ء ... بکرمی یعنی ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوا۔ سیرت المہدی صفحہ ۲۵۶، عمر بنی ۵۸ سال۔

۹۔ کتاب منظور الٰہی صفحہ ۲۴۱ پر لکھا ہے ۱۶ مئی ۱۹۰۱ء مسیح موعود کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ، مدعی علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمے بند کرنے رستہ شارع عام جو مسجد کو جاتا تھا، حسب ذیل دیا: اللہ تعالیٰ حاضر ہے، میں سچ کہوں گا، میری عمر ۶۰ سال ہے۔ عمر بنی ۶۷ سال۔

۱۰۔ ۱۳۲۲ھ میں میری عمر ۷۰ سال ہے۔ براہین پنجم۔ عمر بنی ۷۳ سال۔

نوٹ: عمر کے بارے میں مرزا کی پیش گوئی یہ ہے کہ میری عمر ۸۰ سال ہوگی، اس سے دو چار سال کم یا زیادہ۔

ان بیانات کو غور سے پڑھنے اور حساب لگانے سے آدمی جان لیتا ہے کہ مرزا کیا تھا۔ کتنا بڑا جھوٹا تھا۔ اگر اب بھی کسی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک ہو تو یہ بیانات پڑھ لیں۔

۱۰۔ روح القدس کی تقدیس ہر وقت ملہم کے ساتھ رہتی ہے۔ (کشتی نوح)

۲۔ جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ (کشتی نوح)

۳۔ انبیاء اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، نہیں بولتے جب تک اللہ نہ بلوائے۔ کوئی کام نہیں کرتے جب تک اللہ نہ کروائے۔ وہ اللہ کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مُردہ۔

اس پوری تفصیل سے بقول مرزا اس کی عمر ۵۸، ۶۶، ۵۸، ۷۳ سال تھی ...... اور تاریخ احمدیت کی رو سے ۷۴ سال تھی۔ مرزائیوں سے ایک سوال: آپ ان میں سے کس کو درست مانتے ہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے

کیونکہ

۱۔ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔	مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں مریم ہوں۔
۲۔ نبی شاعر نہیں ہوتا۔	مرزا ٹوٹا پھوٹا شاعر بھی تھا۔
۳۔ نبی مصنف نہیں ہوتا۔	مرزا تقریباً ۱۰۰ کتابوں کا مصنف تھا۔
۴۔ نبی اکمل العقل والحفظ ہوتا ہے۔	مرزا کے ہاں ان دونوں چیزوں کا فقدان تھا۔
۵۔ نبی کامل الاخلاق ہوتا ہے۔	مرزا قادیانی کی گالیاں ایسی ہیں مرد کتے، سور، خنزیر، حرامزادے اور عورتیں کتیاں۔
۶۔ نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں۔	مرزا قادیانی کے استاد مولانا فضل احمد، فضل الٰہی اور گل علی شاہ تھا۔
۷۔ محمد عربی ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت باطل ہے۔ (حدیث لا نبی بعدی)	مرزا قادیانی کا مدعی نبوت تھا۔
۸۔ مرزا کے اپنے فتویٰ کے مطابق	یہ کہنا کہ میں فلاں نبی ہوں یا فلاں رسول سے افضل ہوں یہ کلمات کفر کے ہیں۔
۹۔ نبی ملازم یا نوکر نہیں ہوتے۔	مرزا قادیانی نے تیسرے درجہ کی نوکری کی ہے۔
۱۰۔ نبی جہاں فوت ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔	مرزا قادیانی لاہور میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

داستان ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط: ۱

از: محمد سعید خان دہلوی

قرطبہ اسپین کے خوب صورت باغ میں دو علماء عمر لحمی اور معاذ ایک طرف بیٹھے عیسائیت کے غلط عقائد و نظریات پر گفتگو کر رہے تھے۔ ازبلا اسپین کے لاٹ پادری کی لڑکی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ سیر و تفریح کی غرض سے اپنی سہیلیوں کے ساتھ روزانہ سیر کے لئے اسی باغ میں جاتی تھی۔ اس دن بھی وہ سیر کے لیے مع اپنی سہیلیوں کے باغ میں آئی اور ان دونوں علماء سے اتنے فاصلے پر بیٹھ گئی جس سے ان کی گفتگو بہ آسانی سنی جا سکتی تھی۔ ازبلا انجیل کی طالبہ تھی اس لیے ان دونوں علماء کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ اس نے دلچسپی کے ساتھ سنی۔

گفتگو میں جو موضوع زیر بحث تھا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت شریعت کے بارہ احکام دیے جبکہ پولس رسول نے شریعت کو لعنت لکھا ہے۔ اس گفتگو نے اسے اور اس کی سہیلیوں کو چونکا دیا وہ پریشانی کے عالم میں اپنی سہیلیوں کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہو گئی۔ سہیلیاں اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں اور

ازبلا نے قرطبہ کے مشرقی دروازہ میں داخل ہوتے ہی اس سڑک پر قدم رکھا جو سیدھی قصر الشہداء کو جاتی ہے۔ اس زمانے میں اسلامی حکومت نے تمام اسپین کو آرائش و زیبائش کے لحاظ سے دلہن بنا کر رکھا تھا۔ شہر کی سڑکیں کشادہ اور خوشنما بنائی گئی تھیں۔ اور قریب قریب خوب صورت قمقمے لٹکائے گئے تھے۔ جن کی روشنی میں (بقول ڈاکٹر ڈاپر) چلنے والا بیس بیس میل نکل جاتا تھا۔ قصر الشہداء کی صاف اور سیدھی سڑکوں پر قمقموں کی روشنی میں ازبلا خراماں خراماں اپنے گھر کی طرف چلی جا رہی ہے آج اس کی چال ڈھال میں غیر معمولی وقار بھی پایا جا رہا ہے۔ اس کا معمول تھا کہ شام کی سیر و تفریح کے بعد جب وہ اپنے گھر واپس ہونے لگتی تو راستہ میں ایک دو اپنی سہیلیوں سے ضرور مل کر جاتی۔ مگر آج وہ وقار اور خاموشی کے ساتھ سیدھی گھر جا رہی ہے۔ اور کسی گہرے خیال میں غوطہ زن ہے۔ آدھ گھنٹہ بعد اب وہ اپنے عالیشان مکان میں پہنچ گئی۔ جہاں اس کی ملازمہ اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ ازبلا کو دیکھ کر ملازمہ نے جھک کر سلام کیا۔ اور قدرے تاخیر کی وجہ دریافت کی۔ ازبلا نے معمولی سا جواب دے کر اس کی تسلی کر دی اور گھر میں داخل ہو کر ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر کتاب دیکھنے لگی۔ اتنے میں ملازمہ نے دسترخوان پر کھانا چنا۔ اور پھر ازبلا کو کھانے کے کمرہ میں بلایا لیکن ازبلا اپنے خیال میں اس قدر محو تھی کہ اس نے ملازمہ کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ اور کتاب پڑھتی رہی۔ اس وقت جس کتاب کا وہ مطالعہ کر رہی تھی وہ انجیل مقدس تھی۔ اور اس میں پولس رسول کے اسی خط کو غور سے پڑھ رہی تھی جس میں شریعت کو لعنت لکھا ہے۔ وہ بار بار اس کی عبارت کو پڑھتی تھی۔ مگر مطلب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اور جتنا اس پر غور کرتی اتنا ہی وہ اعتراض اور پختہ ہوتا جاتا تھا۔ جو اس نے شام کو باغ کے ایک گوشہ میں دو مسلمانوں کی گفتگو میں سنا تھا۔ آخر جب اس کا دماغ تھک گیا اور اس عبارت کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے یہ کہہ کر کتاب رکھ دی کہ ابا جان کے بغیر یہ معمہ حل نہیں ہو سکتا۔ وہی اس گتھی کو آسانی سے سلجھا سکیں گے۔

اس نے اپنے دل ہی دل میں کہا بھلا اس قدر فکر کی کیا ضرورت ہے۔ یہ مسئلہ بھی کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حل نہ ہو سکے۔ گو میں اس کو نہ سمجھ سکی اس وجہ سے یہ میری نظر میں اہم بن گیا۔ مگر ابا جان اس کو پانی کی طرح صاف کر دیں گے۔ کیونکہ آج تمام اسپین میں علم الٰہیات کا ان سے بہتر کوئی عالم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھ گئی۔ کھانے سے فارغ ہو کر پھر انجیل مقدس کا مطالعہ کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بستر پر دراز ہو کر میٹھی نیند سو گئی۔

صبح اٹھتے ہی وہ گرجا گئی۔ کیونکہ آج اتوار کا دن ہے۔ گرجا سے واپسی پر لاٹ پادری نے اپنی پیاری بیٹی ازبلا کو بلایا اور دریافت کیا۔

پادری:- (لڑکی کا باپ) بیٹی! آج تم نے مدرسۂ الٰہیات میں انجیل کا کون سا سبق پڑھا؟ چونکہ تم انجیل مقدس کے اسرار پر آج کل عبور حاصل کر رہی ہو اس لیے تمہاری نظر میں جو مسئلہ مشکل معلوم ہوا کرے وہ مجھ سے دریافت کر لیا کرو۔

ازبلا:- (ہاتھ کو بوسہ دے کر) آج میں نے انجیل یوحنا باب ۷ کا ۲۱ واں درس پڑھا ہے۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں آپ سے ایک سوال کروں۔ کیونکہ اب تک

وہ میری سمجھ میں نہیں آیا ہے؟"

پادری: "بیشک بیٹی ضرور پیش کرو میں ابھی تمہارے ذہن نشین کرادوں گا۔"

ازبلا: "سوال یہ ہے کہ توریت میں ہمارے خداوند نے حضرت موسیٰ کی معرفت جو بارہ احکام دیئے ہیں وہ شریعت ہی کے متعلق ہیں نا؟"

پادری: "ہاں ان سب کا تعلق شریعت سے ہے۔"

ازبلا: "دوسری بات یہ ہے کہ پولوس رسول اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں شریعت ایک لعنت ہے؟"

پادری: "ہاں شریعت لعنت ہے اور اس لعنت سے نجات دلانے ہی کے لیے تو خداوند یسوع مسیح دنیا میں آئے مصلوب ہوئے اور ہم کو شریعت کے عذاب سے نجات دلا گئے۔"

ازبلا: "اچھا تو معلوم ہوا کہ شریعت ایک لعنت ہے۔ ایسی لعنت جس سے نجات دلانے کے لئے ہمارے خداوند کو مصلوب ہونا پڑا۔ تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ شریعت پر عمل کرنا بھی لعنت ہے؟"

پادری: "بالکل ٹھیک اب مسیحیوں کو شریعت کے بجائے مسیح مصلوب پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت اس وقت تک تھی۔ جب تک ہمارے خداوند مصلوب نہیں ہوئے تھے۔"

ازبلا: "تو کیا ہم کو پھر چوری کرنا بھی روا ہے؟"

پادری: "اس سوال کو شریعت سے کیا تعلق۔ دیکھو بیٹی ذرا سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کرو۔ کوئی اور سنے گا تو تمہیں بے وقوف بنائے گا۔"

ازبلا: "معاف کیجئے میں شاید اپنا مطلب پوری طرح بیان نہ کر سکی میرا مطلب یہ ہے کہ وہ احکام جن کو ابھی آپ نے شریعت میں داخل کیا ہے۔ ان میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ چوری نہ کرو۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ تم اپنے پڑوسی کو نہ ستاؤ۔ تیسرا حکم یہ بھی ہے کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو۔ اب یہ بھی احکام شریعت میں داخل ہیں اور شریعت بقول پولوس رسول لعنت ہے۔ لہٰذا توریت کے احکام پر عمل کرنا یعنی چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا بھی لعنت ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ چوری نہ کرنا۔ اور ماں باپ کو نہ ستانا بھی ایک لعنت ہے۔"

پادری: "بیٹی! ابھی تک تم نے شریعت کی تعلیم ہی کو نہیں سمجھا۔ لیکن پہلے یہ تو بتاؤ کہ آخر تم نے یہ بیہودہ اعتراض کس سے سنا اور کس شیطان نے تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیا؟"

باپ کے اس استفسار پر ازبلا نے باغ کی وہ تمام گفتگو سنادی جو عمر لحمی اور معاذ کے درمیان ہوئی تھی اور اس نے خود سنی تھی۔

پادری: "بیٹی! تم جانتی ہو کہ یہ بدبخت مسلمان سخت کافر اور ہمارے مقدس دین کے ہمیشہ سے دشمن ہیں۔ مقدس کتابوں پر اعتراض شیطانی خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ بیٹی! فوراً توبہ کرو اور دیکھو آئندہ سے کسی مسلمان کی بات دھیان سے نہ سننا۔ یہ لوگ تو ملحد اور بے دین ہیں اور دوسروں کے سچے دین کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ بیٹی ازبلا! تم کو ان کا مذہب بھی معلوم ہے۔ ان کے مذہب میں خونریزی عین ثواب ہے۔ دیکھو ہمارے ملک اسپین پر جہاد کر کے ان لوگوں نے کتنے بے گناہوں کو قتل کیا اور اپنے دین کی کس طرح جبراً اشاعت کرتے ہیں۔ مجھے اب یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے تم نے یہ اعتراض سنے ہیں۔ اگر خود تمہارے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوتے تو میں حل بھی کرتا۔ مگر بیٹی ان کافروں کی کس کس بات کا جواب دیا جائے؟"

اب ازبلا بڑی پشیمان ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی کہ میں نے ناحق مسلمانوں کا نام لیا ورنہ آج یہ مسئلہ ضرور حل ہو جاتا۔ اچھا کچھ ڈر نہیں اب میں یہ مسئلہ اپنے مقدس استاد سے دریافت کروں گی۔ چونکہ ان سے دوران سبق میں ایسے مسائل دریافت کیا کرتی ہوں جو میری سمجھ میں نہیں آتے۔ اس لیے حسب دستور یہ مسئلہ بھی ان کے سامنے پیش کروں گی۔

دوسرے روز ازبلا نے یہی اعتراض اپنے استاد کے سامنے پیش کیا لیکن وہ بھی کوئی معقول جواب دے کر اس کو مطمئن نہیں کر سکے۔ اب تک بیچاری ازبلا یہی سمجھتی رہی کہ میرے قصور فہم کی وجہ سے یہ اعتراض حل نہ ہو سکا۔ ورنہ پیشوایان دین اس کو پانی کی طرح حل کر کے رکھ دیں گے۔ مگر اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ چنانچہ اب اس کے دل میں شکوک شبہ نے جگہ پائی اور اس کو روز بروز تقویت حاصل ہوتی گئی۔

ایک خط

کئی روز کے بعد شام کے وقت ازبلا اپنی چند ہم سبق لڑکیوں اور سہیلیوں کے ہمراہ پھر اس باغ میں گئی جہاں اس نے دو مسلمان عالموں کو مصروف گفتگو پایا تھا۔ ازبلا بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں عمر لحمی اور معاذ بھی آ گئے اور مختلف موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔

عمر لحمی: "آج میں نے ایک عجیب و دلچسپ خبر سنی ہے۔"

مفت مشورہ برائے خدمتِ خلق،

ہمارے پاس شفا کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفا کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل دماغ، جگر، معدہ، شانہ، پٹھے، و ہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت، و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت و فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔

دیسی دواؤں کا مفت مشورہ

جواب کیلئے جوابی لفافہ یا ٹکٹ قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر ممبر ڈی کلاس بورڈ گورنمنٹ آف پاکستان

فون کلینک 354840

رہائش 354795

...چوک، محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900

معاذ: (چونک کر) "وہ کیا ؟"

عمر لحی: "اس روز جو آپ نے پولس رسول کے خط کی ایک عبارت پر اعتراض کیا تھا وہ کسی طرح قرطبہ کے سب سے بڑے پادری کے کانوں میں بھی پہنچا دیا گیا۔ جس کے باعث پادریوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض سعادت مند ردجیں کچھ مذبذب بھی ہو گئی ہیں۔"

معاذ: "اجی یہ تو گپ معلوم ہوتی ہے۔ ہماری گفتگو اس وقت کس نے سنی تھی۔"

عمر لحی: "ہماری گفتگو کس نے سنی۔ کیا پادریوں میں بغیر سنے ہوئے یونہی ہلچل مچ گئی۔"

معاذ: "آخر ہلچل کی کوئی وجہ ؟ کیا ہمارے اعتراض کو پادریوں نے پہلی مرتبہ سنا ہے ؟"

عمر لحی: "وجہ تو میں خود بھی نہیں بتا سکتا۔ البتہ کل جو کچھ سنا اور جس چیز نے عیسائی حلقوں میں ہلچل مچا دی ہے وہ ہمارا ہی اعتراض تھا۔ کیونکہ پادریوں میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے متعدد مجلسیں ہو چکی ہیں۔ اس واقعہ کی خبر مجھے عیسائیوں کے ذریعے سے حاصل ہوئی ہے۔"

معاذ: صرف ایک ہی اعتراض پر عیسائیوں میں ہلچل مچ گئی۔ حالانکہ عیسائیوں کے تمام عقائد ایسے ہی خندہ آفریں ہیں۔ کیا یہ مسئلہ کوئی کم مضحکہ خیز ہے۔ کہ گناہ کیا آدم نے اور سزا ملی سب کو۔ اور اس کی وجہ سے تمام انسان گناہ گار ہو گئے۔ کیا یہ مسئلہ بھی اپنے اندر کچھ کم معقولیت رکھتا ہے کہ گناہ گاروں کے بدلہ میں ایک بے گناہ انسان کو سزا دی جائے۔ اور ان گناہوں کو اٹھانے کے لیے خدا کا بیٹا دنیا میں آئے اور صلیبی موت مرے۔ کیا ایک کمزور اور ضعیف انسان کو خدا بنا دینا بھی کچھ کم کمال ہے۔ اگر ان تمام اعتراضوں کا جواب عیسائیوں کے پاس ہے تو وہ آئیں اور ہم کو سمجھائیں۔"

عمر لحی: (قہقہہ لگا کر) "اگر یہ نامعقول باتیں عیسائیوں سے ظاہر نہ ہوں تو ان کا کمال کس طرح معلوم ہو۔ معقول باتیں تو سب ہی کرتے ہیں مگر نامعقول باتیں ایجاد کرنے والا بھی تو کوئی ہو۔"

معاذ: "میرے خیال میں ہم کو اس ہلچل سے کوئی فائدہ ضرور اٹھانا چاہیے۔"

عمر لحی: "تجویز بہت معقول ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس موقع پر ہم کو ایک پوسٹر شائع کر دینا چاہیے اور عیسائیوں کی تمام نامعقول باتیں اس میں لکھ دینی چاہییں۔"

معاذ: "بہت ٹھیک۔ میرے خیال میں یہ پوسٹر تمام اسپین کے تمام عیسائیوں میں کھلبلی مچا دے گا۔"

باغ کے ایک گوشہ میں ازہلا اور اس کی دو ہم سبق لڑکیاں اس گفتگو کو بڑے غور سے سن رہی تھیں۔ اور مارے غصے کے دانت پیس پیس کر رہ جاتی تھیں۔ آخر ازہلا سے نہیں رہا گیا تو اس نے اپنی سہیلی سے کہا ہمیں ان کے اعتراضوں کا ضرور جواب دینا چاہیے۔ اور ہر طریقہ سے ان کو مطمئن کرنا چاہیئے۔ شاید خداوند یسوع مسیح ان کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اگر یہ مسلمان عیسائی ہو گئے تو اسپین کے عیسائیوں کی یہ ایسی زبردست فتح ہو گی کہ پھر مسلمان تمام عمر سر نہ اٹھا سکیں گے۔ ازہلا نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے خداوند ان کافروں اور مسیح دین کے دشمنوں کو اپنی طرف کھینچ تاکہ تیری بزرگی دنیا پر ظاہر ہو۔

سہیلی: "بہن ازہلا! یہ کافر بڑے سخت ہیں۔ بھلا یہ لوگ شیطان کو چھوڑ کر خداوند یسوع مسیح کا دامن کس طرح پکڑ سکتے ہیں۔ مگر خرابی یہ ہے کہ ہمارے پادری بھی ان کافروں سے ڈرتے ہیں کل ہی کی بات ہے۔ میں نے تمہاری تشویش کو دیکھ کر شریعت اور لعنت کے اعتراض کو اپنے حلقہ کے پادری صاحب کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم ان کافروں کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں کرنی چاہتے۔ ان کا جواب بحث مباحثہ نہیں۔ بلکہ ان کا صحیح جواب تلوار ہے بھلا جب ہمارے پادریوں کا حال یہ ہو تو پھر یہ مسلمان کیوں شیر نہ ہوں۔"

ازہلا: "بات یہ ہے کہ ہمارے پادری ان کافروں کے منہ لگنا نہیں چاہتے۔ اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کی خاموشی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے سوالات کو حل نہیں کر سکتے۔ البتہ جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ اس سوال کے حل کرنے کے بعد بہت سے مسلمان عیسائی ہونے کو تیار ہیں تو وہ بڑی خوشی سے جواب دیں گے۔"

سہیلی: "اچھا تو پھر ایک تحریر ان مسلمانوں سے لے کر اپنے پادریوں سے دُو بدُو گفتگو کرانی چاہیے۔ تاکہ ایک طرف مسیحی علماء جواب دینے پر مجبور ہو جائیں تو دوسری طرف یہ کافر ہمارا مذہب قبول کرنے پر۔"

ازہلا: "بہت خوب۔ مگر کیا یہ مسلمان اس پر تیار ہو سکیں گے ؟"

سہیلی: "کیوں نہیں۔ ابھی تم نے ان کی زبان سے کیا سنا ہے۔"

ازہلا: "تو پھر کیا دیر ہے۔ ان کو ہمیں مطلع کر دو کہ وہ ہمارے پادریوں سے گفتگو کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ لو میں ایک تحریر لکھ دیتی ہوں تم ان کو ابھی دے دو دیکھو پھر وہ کیا جواب دیتے ہیں۔"

سہیلی: "پہلے اپنے علماء سے تو دریافت کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کافر تو تیار ہو جائیں اور ہمارے پادری تیار نہ ہوں۔"

ازہلا: "اگر یہ لوگ تحریر دے دیں کہ ہم جواب ملنے پر عیسائی ہو جائیں گے تو ہمارے علماء ان سے ضرور بحث کریں گے۔"

اس کے بعد ازہلا نے ذیل کی تحریر لکھی۔

محنت کیجئے انعام حاصل کیجئے

وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں دورۂ حدیث کے طلباء میں سے پورے پاکستان میں اوّل آنے پر پانچ ہزار روپے دوم آنے پر تین ہزار روپے اور سوم آنے پر دو ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے دوسرے درجات کے طلباء کو پوزیشن حاصل کرنے پر کتابیں انعام دی جائیں گی، آئندہ سال ان کے لئے بھی انشاء اللہ نقد انعامات کا اعلان کیا جائے گا۔

مجلس خدام مدینہ مسجد برنس روڈ کراچی ۲

—— رابطہ کے لیے ——

مولانا محمد اسلم شیخوپوری، استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا —— کراچی

یادِ رفتگاں

حاجی محمد یوسف علی قریشی ـــ نظریہ ختم نبوۃ کے ایک عظیم شیدائی

تحریر:- پروفیسر محمد اقبال جاوید

گوجرانوالہ کے مضافات میں کھیالی ایک ایسا قصبہ ہے جس کی تاریخی اور دینی حیثیت مسلمہ ہے۔ تاریخ کی دلچسپی رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ سردار مہان سنگھ اور سردار صاحب سنگھ کے زمانے میں اس قصبے میں ایک عظیم دینی درسگاہ ہوا کرتی تھی جس کی روح رواں مولوی محمد فیض رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس دور کے اکابر علماء اس درسگاہ کے فارغ التحصیل تھے۔ مولوی محمد فیض عالم بھی تھے، شاعر بھی اور مدبر بھی۔ ان کے مفصل آثار ناپید ہیں۔ مولوی محبوب عالم انہی کے پوتے تھے۔ اور ایک وقت تھا کہ پنجاب میں کوئی فتویٰ بھی ان کی مہر کے بغیر معتبر قرار نہیں پاتا تھا۔

بعض مقامات کی مٹی اور آب و ہوا دونوں شگفتگی اور بالیدگی کی ضمانت ہوا کرتے ہیں، ایسے مقامات مردم خیز کہلاتے ہیں۔ کھیالی ایسے ہی مقامات میں سے ایک ہے، حاجی یوسف علی قریشی اسی مقام پر پیدا ہوئے ۱۹۰۲ء میں۔ ان کے والد گرامی کا نام مولوی اکبر علی قریشی تھا۔ جو ایک دیندار اور عابد انسان تھے۔ حاجی صاحب بمشکل ایک سال کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ ان کی پرورش ان کے حقیقی خالو مولوی محبوب عالم مرحوم نے کی۔ یہی وہ عظیم شخصیت ہے جس نے ۱۹۱۲ء میں (اسی وقت گوجرانوالہ میں) محبوب عالم اسلامیہ ہائی اسکول کی بنیاد رکھی جبکہ ہندوستان کے مسلمان شدید علمی انحطاط کا شکار تھے۔

حاجی یوسف علی قریشیؒ نے مشن ہائی اسکول گوجرانوالہ سے تعلیم حاصل کی مگر بوجوہ تعلیم کو تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ وراثت میں انہیں کچھ زرعی اراضی بھی ملی۔ اور بہت سی دینی قدریں بھی۔ زرعی اراضی نے انہیں فکر معاش سے بے نیاز رکھا۔ اور انہوں نے خود کو احیائے اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ انہوں نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں بدعات اور جاہلانہ رسوم کی کثرت تھی۔ آپ نے ایسی مشرکانہ گرد و پیش کو توحید کے قرینے سکھانے کے لئے دینی تعلیم کو عام کرنے کی اولین سعی کی۔ آپ نے اس قصبے میں مدرسہ لطیفیہ اور لائبریری محمودیہ قائم کی۔ اور بہت سے جید علماء کو یہاں سے بلایا اور اشاعت اسلام کی خاطر زحمت قیام دی جن میں مولانا قاضی شمس الدین، مولانا عبدالہادی اور مولانا صوفی عبدالحمید سواتی قابل ذکر ہیں۔

مرحوم حاجی صاحب کی کوششوں سے یہ علاقہ غیر اسلامی رسومات اور بدعات سے پاک ہوا۔ یہاں لڑکیوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا انہوں نے خود عملی نمونہ بن کر اس غیر اسلامی انداز کا قلع قمع کیا۔ مرگ و زیست سے متعلق بہت سی زنجیریں تھیں جنہیں انہوں نے کاٹا اور باوجود مالی استطاعت کے سادگی کو نشان امتیاز بنائے رکھا۔ قصبے کے زمیندارہ نظام اور پنچایت سسٹم کو دینی قدروں کی روشنی میں استوار بھی کیا اور منظم بھی۔ یہ خوش قسمتی تھی کہ انہیں وقت کے انتہائی صالح اور قابل صد افتخار عالموں کی صحبت میسر آئی۔ اور یوں گھٹی میں پڑی ہوئی دینی روایات پھولیں پھلیں اور پھیلیں۔ اب بھی انہیں جاننے والے احباب عقیدت سے اس امر کا تذکرہ کرتے ہیں کہ حاجی صاحب کے بعد علاقے میں کوئی ایسی شخصیت نہیں رہی جو قصبے کے بیماروں کی عیادت معمول کا ایک فرض سمجھ کر کرتی ہو، جو ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں سبقت لے جاتی ہو۔ "السلام علیکم" ایک ایسی جامع دعا ہے کہ اس میں ہر دینی فلاح اور ہر دنیاوی بھلائی سمٹ آئی ہے۔ آج تو لوگ سلام بھی بے سبب نہیں کرتے۔ آج وفا بھی منزل سود و زیاں تک آ گئی ہے۔ آج تو نوازشوں پر بھی سازشوں کا گمان ہوتا ہے اور انسان دوسروں ہی سے نہیں اپنے آپ سے بھی بچھڑ کر رہ گیا ہے احسان دانش کہاں یاد آ گئے۔

دور حاضر کی دوستی احسانؔ
کس قدر جلد رخ بدلتی ہے

حاجی صاحب مرحوم ایک ایسی شخصیت تھے جنہیں دارالعلوم دیوبند سے نہیں علمائے دیوبند سے بھی قلبی شیفتگی تھی، اور وہ گوجرانوالہ کی ان محترم شخصیات میں سے ایک تھے جنہوں نے مولانا حسین احمد مدنی سے اکتساب فیض کیا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے بھی ہمسفر رہے۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی سے بھی تعلق خاطر رہا۔ مفتی کفایت اللہؒ سے بھی صحبت رہی۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں اکثر حاضری دی۔ حضرت مولانا رائے پوریؒ سے بھی فیوض و انوار لیے۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت اقدس میں حاضری تو روز مرہ کا معمول تھی۔ اور مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ سے انہیں قلبی محبت تھی۔ اور اکابرین مجلس احرار سے ان کے تعلق کی نوعیت خلوص و ایثار کے ایسے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی جسے عشق کا نام دیا جا سکتا ہے ایسا عشق جو انسان کو ہر لحظہ اور ہر دم بے چین رکھتا ہو، ایسا جذبہ جو رگ و پے میں خون بن کر سرایت کر چکا ہو، ایسا ولولہ جو دل کی دھڑکن کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ کچھ ایسی ہی عشق نما وابستگی انہیں مولانا

قرآن کریم کے غلط ترجمہ
قادیانی کے خلاف مقدمہ

شورکوٹ (پ پ ا) معلوم ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان محمد اطہر طاہر کے حکم پر سٹی پولیس نے ایک قادیانی خان محمد کے خلاف دفعہ ۲۹۵ ب کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ قادیانی خان محمد سکانی نے قرآن پاک کا سرائیکی ترجمے والا ایڈیشن طبع کرایا ہے جس میں ترجمہ غلط کیا گیا ہے جبکہ قومی اسمبلی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ اس لحاظ سے ایسا شخص مسلمانوں کی اس مقدس آسمانی کتاب کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتا۔ اس نے کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، جناب شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین اور دیگر زعماء احرار سے تھی دل میں انہی کی یاد، زبان پر انہی کا ذکر، اور قلم پر انہی کی بات سے

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم

وہ غیر مسلم دکانداروں سے سودا سلف نہیں خریدتے تھے، اور احباب کو بھی یہی تلقین کیا کرتے تھے۔ انہوں نے خود کر مالی امداد دے کر، مسلمان نوجوانوں کو قصبے میں دوکانیں کھولنے پر آمادہ کیا۔ وہ ہندوؤں کی تجارتی، تعلیمی اور معاشی بالادستی اور اجارہ داری کے خلاف تھے۔ ان کا دل مسلمانوں کی پسماندگی پر رنجیدہ تھا۔ اور وہ سیاسی علمی اور معاشی میدان میں مسلمان کو سرفراز و سربلند دیکھنے کے متمنی تھے۔

علمائے کرام کے فروعی اختلافات کے خلاف تھے۔ اور اپنی حد تک ان سے اتحاد و یگانگت کو فروغ دینے میں کوشاں رہتے تھے گوجرانوالہ کی تاریخ میں ایسے سیاہ ایام بھی آئے تھے کہ یہاں تمام مکاتب فکر نے نماز جمعہ یکجا ادا کی تھی۔ حاجی صاحب اس تحریک کے مؤیدین و محرکین میں سے تھے۔ انہیں مولانا غلام اللہ خان اور مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری سے بھی تعلق رہا مگر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے پر اختلاف کی وجہ سے یہ تعلق کٹ کے رہ گیا۔

آپ نے مجلس احرار کے تحت ہونے والی ہر مجلس کا علاً ساتھ دیا گویا جسمانی طور پر بھی اور مالی طور پر بھی، تحریک کشمیر سے لے کر تحریک نظام مصطفیٰ ؐ تک کوئی ایسی دینی اور سیاسی تحریک نہیں جس میں آپ نے حصہ نہ لیا ہو، تحریک کشمیر میں جالندھر جیل میں قید رہے، وہ آپ کا دور شباب تھا، اور تحریک نظام مصطفیٰ ؐ میں گوجرانوالہ جیل میں مقید رہے، وہ آپ کا پیرانہ سالی کا زمانہ تھا، مگر جذبہ جوان ہو تو بڑھاپے میں بھی شباب آجایا کرتا ہے جذبے کے اسی شباب کا دوسرا نام جنون ہے

دنیا کا سوز کندن بنا دیتا ہے انسان کو
محبت جس کو خاکستر کرے گی کیمیا ہو گا

قیام پاکستان کے بعد آپ نے خود کو استحکام پاکستان کے لئے وقف رکھا، یہی احرار کا موقف تھا، انہوں نے ۴۷ء میں نہ صرف مہاجرین کی آباد کاری میں بھرپور حصہ لیا بلکہ غیر مسلموں کی عزت اور جان کا تحفظ کا اہتمام بھی انسانی ہمدردی کے جذبے کے تحت کیا۔

ہر دور کے تقاضے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ تاریخ کے منظر میں کتنی ہی تحریکیں ہیں جو بگولے کی طرح اٹھیں آندھی کی طرح چلیں اور غبار کی طرح بیٹھ گئیں ایک دور تھا کہ مجلس احرار اسلام برصغیر پاک و ہند کی فضاؤں پر چھائی رہی اس کے سیاسی نظریات سے لوگوں کو اختلاف رہا لیکن اختلاف کرنے والوں نے زعماء احرار کی نیتوں پر شک کبھی نہیں کیا، احترام و عقیدت کے جذبے برقرار قائم رہے، میں سمجھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس رسالت کا تحفظ وہ قیمتی جوہر ہے جس نے سیاسی اختلافات کے باوجود اکابرین احرار کو امت مسلمہ میں معزز محترم اور معتبر رکھا قیام پاکستان کے بعد یہ جماعت بوجوہ اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئی۔ مرحوم حاجی صاحب کو اس کا انتہائی دکھ تھا۔ اور زندگی کے آخری ایام میں وہ یہی کہا کرتے تھے کہ آج بھی مسلمانوں کے جملہ دینی مسائل کو اگر کوئی سٹیج یکجا کر سکتی ہے تو وہ احرار ہی کی سٹیج ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ وہی اسٹیج ہے جس کا نشان امتیاز ختم نبوت تھا

آبروئے ما ز نام مصطفیٰؐ است
ور دل مسلم مقام مصطفیٰؐ است

گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے ادبی مجلہ مہک نے ۱۹۸۲ء میں ایک ضخیم اور مسبوط مجلہ گوجرانوالہ نمبر طبع کیا تھا اس کی تاریخی دستاویز کے مرتبین نے جناب حاجی یوسف علی قریشی ہاشمی کا ذکر یوں محفوظ کیا ہے۔

"جناب حاجی یوسف علی قریشی۔ ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو کھیالی کے مقام پر انتقال کر گئے۔ آپ کی وفات پر روزنامہ جنگ نے لکھا تھا: "تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے سرگرم کارکن اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے قریبی رفیق حاجی یوسف علی طویل علالت کے بعد ۸۲ برس کی عمر میں انتقال کر گئے مرحوم مجلس احرار کے سرگرم کارکن رہے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ کھیالی عید گاہ میں مولانا زاہد الراشدی نے پڑھائی بعد ازاں ان کی میت کو پرچم مجلس احرار میں لپیٹ کر سپرد خاک کر دیا گیا۔

نوائے وقت کا ایک اقتباس یوں ہے:۔

"انہوں نے احرار کے پلیٹ فارم پر تحریک آزادی اور دیگر قومی تحریکات میں پرجوش کردار ادا کیا۔ اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں بعد میں وہ جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو گئے۔ اور دینی و قومی تحریکات میں برابر حصہ لیتے رہے"

مشرق کے مطابق:۔

نماز جنازہ میں ممتاز علماء کرام اور شہریوں نے شرکت کی مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا محمد سرفراز خان، علامہ محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد

باقی صص ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

ڈیرہ مراد جمالی کا اجلاس

گذشتہ دنوں مدرسہ تاج العلوم گجر محلہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا صدارت مقامی امیر مولانا، حضور بخش صاحب لانگوں نے کی اجلاس میں ناظم اعلیٰ مولانا عبدالستار خان سنجرانی ناظم مولانا حکیم علی محمد ایڈیٹر ناظم نشر و اشاعت گل حسن گجر ناظم مالیات حاجی شیخ محمد عبداللہ ناظم قاضی عبدالفتاح کشبار، ناظم تبلیغ حاجی محمد عثمان شنگل زئی۔ مقامی مبلغ قاری گل حسن صابر سرگرم کارکن شبیر احمد بشیر احمد، ابوبکر ارباب علی گجر، غلام نبی گجر سیف اللہ فضل اللہ بابو یار محمد عادل، علی گل شاکر سیٹھ لکھمیر خان شنگل زئی محمد نور لہڑی محمد شفا رند منظور علی الٹرو، عبدالغفار مولوی محمد اسحاق چکھڑا کے علاوہ کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی گذشتہ سال مقامی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ مراد جمالی کی کارکردگی کا جائزہ گل حسن گجر نے پیش کیا آئندہ سال کے لیے ایجنڈہ تیار کیا گیا۔ جماعت کی رکن سازی کے کام کا آغاز کیا جائیگا۔ مجلس کے عہدیداران کے انتخابات کروانا اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے پروگرام شامل ہیں، اس کام کے لیے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی جو کہ یکم جنوری تک اپنی رپورٹ مرکز ملتان میں پیش کرے گی۔

ناظم نشر و اشاعت گل حسن گجر

مکتوب شیخ ربانی بنام نام نہاد خلیفہ قادیانی

مُباہلہ کے سلسلہ میں مرزا طاہر کے نام کھلی چٹھی

از: مولانا حکیم محمد ربانی

بخدمت جناب مرزا طاہر احمد خلیفہ آف ربوہ مقیم لندن!

السلام علی من اتبع الہدیٰ ورضی بالاسلام واہتدیٰ! کافی عرصہ کی بات ہے کہ آپ نے مجھے ایک رجسٹرڈ لفافہ بھجوایا تھا جو چیلنج آف مباہلہ پر مشتمل تھا اور مجھے اس میں دعوت مباہلہ دی گئی تھی۔ تاکہ ہم فریقین حق و باطل میں اپنا فیصلہ کر سکیں۔ لیکن یہ چیلنج نامہ ایک بے نتیجہ اور لا حاصل کوشش سے مثل گیر تھا جبکہ آپ کے دادا مرزا قادیانی، مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ و پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب سے آخری فیصلہ کر کے ہلاک ہو کر جہنم رسید ہوا اور اس کے دونوں فریق مخالف کافی مدت اس کے بعد بصحت و سلامتی زندہ رہے اور اس پر آیت (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) پڑھتے رہے۔

چونکہ چیلنج آف مباہلہ اور آخری فیصلہ کا مفہوم و مقصد ایک ہے اور دونوں باہم مترادف المعنی الفاظ ہیں اس لئے آپ کی طرف سے تحریک مباہلہ ایک غلط اور باطل اقدام ہے۔ اور مرزائیت کی مسلسل شکست کو ڈھال بر ہمیت بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے جیسا کہ امثالاً کہا گیا ہے «من جرب المجرب حلت به الندامة» جس نے آزمودہ بات کو پھر آزمایا اسے پر ندامت بیٹھ گئی اور وہ رسوا ہوا۔

اور پھر مباہلہ کا ضابطہ یہ ہے کہ فریقین مباہلہ اپنے اہل و عیال اور بیوی بچوں کو بھی شامل مباہلہ کریں جیسا کہ آیت مباہلہ میں تصریح موجود ہے لیکن آپ کا آبائی و جدی پیشہ ہے کہ آپ لوگ قرآن مجید کی مخالفت میں کامیابی اور اس کی موافقت میں ناکامی چاہتے ہیں اور پھر آپ نے فریق اول کے خانہ میں صرف خود کو تنہا لکھا ہے اور فریق دوم کے خانہ میں مرزائیت کے تمام مکفرین از قسم مردان و زنان و بچگان کو لکھ دیا ہے۔ حالانکہ فریقین مباہلہ میں یکسانیت کا ہونا از بس ضروری ہے لیکن آپ صاحب نے ہر قدم و ہر ہر مرحلہ پر قرآن مجید کی مخالفت کو اپنے لئے فرض عین سمجھ لیا ہے۔ اگر آپ فی الواقع مباہلہ کرنے کے عاشق اور دل سے خواہاں ہیں۔ تو قرآنی مباہلہ کریں ہم حاضر ہیں۔ ورنہ اپنی دجالی ہیرا پھیری کو چھوڑ دیں۔ مزید برآں یہ کہ آپ نے اور آپ کے مقررین نے اپنے خطابات میں اہل اسلام اور قائلین ختم نبوت اور قائلین حیات مسیح کو خوب در خوب کوسا ہے اور ان کو فحش تحریرات اور بے تکے بڑھ چڑھ کر لگائے ہیں جیسا کہ مرزا والوں مرزا کا عام دستور اور فطری جذبہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے آپ کے چیلنج مباہلہ کا جواب تیار کر لیا تھا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ سے نہ بھجوا سکا اور اب آپ کی صحیح طلب پر بھیجا جا سکتا ہے۔

اب آپ کے چیلنج مباہلہ کا مختصر جواب بطور ذیل ہے ......

اول یہ کہ آپ نے اپنے کتابچہ مباہلہ میں آیت (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) کو تقریباً آٹھ دفعہ لکھا ہے اور بظاہر اس آیت کو اہل اسلام پر استعمال کیا گیا ہے لیکن آپ نے بباطن اپنے دادا صاحب اور اس کے ماں باپ کو بھی ملعون و کاذب قرار دیا ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین) ۱۲۴۵ (ھو غلام والوالدۃ آبداً) ۱۲۴۵ یعنی غلام احمد اور اس کے والدین ہمیشہ کے ملعون اور کذاب ہیں کیونکہ وہ سب بجائے ختم نبوت اور حیات مسیح کے ابدی اور جدی مخالفت کرنے والے اشخاص تھے

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین) ۱۲۴۵ (غلام احمد والوالدہ ۱۲۴۵) یعنی جن کاذبین پر خدا کی لعنت ہے وہ غلام احمد اور اس کے والدین ہیں۔ بنابریں اس کاذب و ملعون کی گدی پر مباہلہ کرنا کسی صورت بھی جائز اور حق بجانب نہیں ہے

نئے شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وفاقی وزارت داخلہ اور ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن انڈنٹی کارڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور جداگانہ انتخابات کے فیصلے کے پیش نظر نئے شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے اور قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلم اقلیتوں کے لیے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا الگ رنگ مقرر کیا جائے انہوں نے کہا کہ قادیانی دھوکہ دہی سے غیر مسلم کی بجائے مذہب کے خانہ میں اسلام لکھ کر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ حاصل کر لیتے ہیں اور ربوہ اور ملک کی دیگر بلدیات میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے پہلے پیدائش کے خانہ میں اسلام لکھ کر نقل حاصل کر کے شناختی کارڈ بنوا لیتے ہیں اس کے بعد پھر پاسپورٹ حاصل کر لیتے ہیں جب کہ خود کو مسلمان کہلوانے پر قادیانیوں کے لیے تین سال قید بامشقت کی سزا مقرر ہے جبکہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ اور اسی مناسبت سے جداگانہ انتخابات ہوتے ہیں اور انتخابی فہرستوں میں تمام اقلیتوں کے لیے الگ الگ رنگ مقرر ہیں جبکہ پاکستانی پرچم میں مسلمانوں کے لیے سبز رنگ اور اقلیتوں کے لیے سفید رنگ ہے۔ اسی مناسبت سے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا رنگ مسلمانوں کیلئے سبز اور غیر مسلموں کے لیے سفید مقرر کیا جائے۔

کیونکہ جب آپ نے اپنے دادا صاحب کو بزبان خود اور بقلم خود کاذب و ملعون گردانا ہے تو اس کے صدق و کذب پر مباہلہ رچانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر آپ مباہلہ کرنے پر بضد اور مصر ہیں تو پہلے مجھ سے اس کے کذب و بطلان پر چند عقلی و نقلی دلائل سن لیں اور پھر مباہلہ پہ لائیں۔

دوم یہ کہ چند نقلی براہین بطور ذیل ہیں۔

آیات قرآنیہ :- (۱) فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم ۶۱:۵ یعنی جب وہ ٹیڑھے بنے تو خدا تعالیٰ نے ان کے قلوب کو ٹیڑھا کر دیا۔ جاننا چاہیے کہ آیت ہذا مرزا قادیانی کو تین طرح پر زائغ القلب اور کج رفتار و کج گفتار قرار دیتی ہے اول یہ کہ (غلام احمد ۱۳۲۲) = (زاغ قوی ۱۳۲۲) ہے کیونکہ وہ زاغ قوی بن کر عقائد اسلام اور مسلمات دین کو اپنی غلط اور ناروا تاویلات سے زخمی کرتا ہے اور اپنے کاذب نظریات کا داعی ہے دوم یہ کہ (غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰) = (زاغ قوی حقاً للابد) ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ہمیشہ کا زاغ قوی بن کر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی غلط تعبیریں اور ناروا تفسیریں کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ سوم یہ کہ (غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰) = (فتان زیغ ۱۳۰۰) ہے کیونکہ وہ کج کا فتنہ باز اور کج رفتاری اور کج گفتاری کا امام ہے اور ٹیڑھے عقائد کا موجد ہے۔ چہارم یہ کہ (ازاغ اللہ قلوبھم) کے اعداد بارہ صد اٹھاون (۱۲۵۸) برآمد ہوتے ہیں اور یہی اعداد مرزا قادیانی کا ہجری سال پیدائش ہے گویا کہ قرآن حکیم نے بتا دیا کہ ۱۲۵۸ھ میں ایک زائغ القلب آدمی پیدا ہوگا جو آیات قرآن اور احادیث نبوی کی غلط تاویلات اور باطل تفسیرات کرے گا اور وہی آدمی غلام قادیانی ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے (ازاغ اللہ قلوبھم ۱۲۵۸) = (ھو غلام قادیانی ۱۲۵۸) یعنی غلام احمد قادیانی زائغ القلب آدمیوں میں سے ایک آدمی ہے اور پھر اس کے نام (میرزا غلام احمد) کے ابتدائی حصہ (میرزا غا ۱۲۵۸) سے بھی اس کی ہجری تاریخ ولادت (۱۲۵۸) ثابت ہے۔ یعنی ۱۲۵۸ھ کو پیدا ہو کر اسلامی عقائد کو زخمی اور مجروح کرے گا۔ مزید برآں یہ کہ در اصل یہی آیت باغی اسوئی (بلعام باعوراء) کے متعلق ہے جو اپنے نبی موسیٰ کو چھوڑ کر فرعون کافر سے مل گیا تھا اور اسی کا مبلغ بن گیا تھا اور فرعونی حکومت کی تائید میں کام کرنے لگا جیسا کہ مرزا قادیانی انگریزی کافر حکومت کا داعی بنا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ یہی دونوں آدمی اعداداً برابر ہیں اور کافر حکومت کی تائید میں یکساں اور ہمنوا ہیں جیسا کہ بطور ذیل واضح ہے (مرزا قادیانی ۱۳۴۴) = (بلعام باعوراء ۱۳۴۴) یعنی مرزا قادیانی اور بلعام باعوراء یکساں اور ہمنوا ہیں اور کافر حکومت کے داعی ہیں اور پھر دونوں کی تاریخ پیدائش بھی برابر ہے کیونکہ جس طرح پر بلعام باعوراء کی تاریخ پیدائش ابرا ہیمی جنتری ۱۲۵۸ء کے مطابق ہوئی اسی طرح پر مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت بھی ۱۲۵۸ھ میں ہوئی۔ یعنی مرزا قادیانی کی ولادت ۱۲۵۸ھ میں اور بلعام باعوراء کی پیدائش ۱۲۵۸ ابراہیمی میں ہوئی اور دونوں متفق الولادت ہیں۔ اور پھر دونوں صاحبان اڑسٹھ (۶۸) سال کی عمر پاکر مرے اور دونوں کافر ملک میں مدفون ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک شاعر اپنے ایک شعر میں غراب کی رہنمائی کو خطرناک اور مہلک قرار دیتا ہے۔ اور غراب کو رہنما بنانے والے یقیناً ہلاک ہو جاتے ہیں جیسا کہ بطور ذیل ہے۔

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکینا

جب کوا کسی قوم کا رہبر بن جاتا ہے تو وہ ان کو ہلاکت کی راہ دکھاتا ہے۔

بنا برآں چونکہ مرزا قادیانی اعداداً غراب اور مرغ ودن بنتا ہے جیسا کہ بطور ذیل ہے۔ (غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰) = (غراب نحس ۱۳۰۰) اور (مرغ ودن ۱۳۰۰) ہے اس لئے وہ اہل مرزا کا رہنما بن کر ان کو ہلاکت و بربادی میں لے گیا ہے۔ اور وہ دینی طور پر ہلاک شدہ ہیں۔

(۲) الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات
یعنی خبیث عورتیں خبیث مردوں کی بیبیاں ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے خاوند ہیں۔

جاننا چاہیے کہ بروئے آیت ہذا مرزا قادیانی خبیث مرد اور اس کی کم عمر بیوی خبیث عورت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ دونوں افراد اجرائے نبوت اور وفات مسیح جیسے خبیث مسائل کے قائل و عامل ہیں جیسا کہ اعداداً بطور ذیل عیاں ہے۔

(غلام احمد ۱۱۲۳) = (خبیث باباء ۱۱۲۳)

یعنی غلام احمد اپنے آباء کے ساتھ خبیث عقائد کا قائل ہے اور لوگوں کو انہی عقائد کی دعوت دیتا ہے۔ (غلام احمد)

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمن سرگرمیوں پر تشویش

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ملک بھر میں قادیانی غیر مسلموں کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمن سرگرمیوں اور حکومت کی نرم پالیسی پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ فوج اور سول محکموں سے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے جلد ہٹایا جائے اور پی آئی اے کی طرف سے قادیانیوں کو رعایت دینے کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرائی جائے انہوں نے کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا جس کے تحت ۱۹۷۵ء میں وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کیا جائے اور فوج میں قادیانیوں کو ترقی دے کر میجر جنرل کے عہدہ پر فائز نہ کیا جائے مقام افسوس یہ ہے کہ اس فیصلہ پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے اور مقام افسوس ہے کہ حال ہی میں کئی قادیانیوں کو فوج میں ترقی دی گئی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تشویش ہے انہوں نے وفاقی وزیر خارجہ کے اس بیان پر حیرت کا اظہار کیا ہے جس میں غیر ملکی مشنوں سے کہا گیا ہے کہ کوئی ملک کسی پاکستانی کو سیاسی پناہ نہ دے جس میں قادیانیوں کا نام شامل نہیں ہے اسی طرح بھارت قادیان میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پاکستان کے چار ہزار قادیانیوں کو ویزے جاری کرنے پر بھی پاکستانی حکومت نے بھارتی حکومت سے کوئی احتجاج نہیں کیا اور نہ ہی موجودہ حکومت اینٹی قادیانی آرڈیننس پر عمل درآمد کرا رہی ہے۔

قادیانی) (۱۳۰۰): (مسیح خبیث دیانۃ) (۱۳۰۰) یعنی غلام قادیانی دینی طور پر ایک خبیث مسیح ہے کیونکہ سچا مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور یہ شخص قادیان کی زمین سے برپا ہوا۔ اور پھر وہ ینزل فیکم کا معنی (یقوم فیکم) کرتا ہے اور نزول کو قیام بناتا ہے۔ (غلام احمد قادیانی (۱۳۰۰): (اخبث القادیان) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی قادیان کا خبیث ترین آدمی ہے کیونکہ خبیث مسائل (اجرائے نبوت اور وفات مسیح) کا موجد ہے۔

(۳) هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین۔ تنزل علی کل افاک اثیم ۲۶: ۲۲۱ و ۲۲۲۔ کیا میں تم کو بتادوں کہ شیاطین کس شخص پر نازل ہوتے ہیں۔ شیاطین ہر کاذب و بدکار پر نازل ہوتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی اجرائے نبوت اور وفات مسیح کا قائل و عامل ہے اس لئے قرآن حکیم نے اس کو اجرائے نبوت کے مسئلہ میں افاک و کذاب کہا ہے اور وفات مسیح کے مسئلہ میں اس کو اثیم و بدکار گردانا ہے۔ کیونکہ وہ شیاطین کی نزدگاہ ہے اور انہی کے اشارات پر چلتا ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (تنزل علی کل افاک اثیم) (۱۳۰۰): (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی افاک و اثیم ہے کیونکہ شیاطین اس پر نازل ہوتے ہیں۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): مضلل الشیطن) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی شیطان کا گمراہ کردہ آدمی ہے (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): (ظل شیطان ۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی ظل شیطان ہے اور ظلی نبی و رسول نہیں ہے جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے۔

(۴) ان اللّٰہ لا یھدی من ھو کذب کفار ۳۹: ۳ یعنی بلاشبہ خدا تعالیٰ کاذب و کافر آدمی کو مہدی (ہدایت یافتہ) نہیں بنائے گا۔ اس آیت میں بھی غلام احمد قادیانی کو وفات مسیح کے مسئلہ میں کاذب اور اجرائے نبوت کے مسئلہ میں کافر کہا گیا ہے اور پھر اس کے مہدی ہونے کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ اس کو غیر المہدی اور مہدی الغیر بتایا گیا ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (من ھو کذب کفار) (۱۱۲۴): (غلام احمد) (۱۱۲۴) یعنی غلام احمد صاحب کاذب و کافر ہے کیونکہ ختم نبوت اور حیات مسیح کو نہیں مانتا۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): (غیر المھدی) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی مہدی نہیں ہے بلکہ غیر مہدی ہے۔ کیونکہ اس کے عقائد و مسائل کا فرانہ ہیں۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): (مھدی الغیر) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی مہدی اسلام نہیں ہے بلکہ (اغیار (برطانیہ) کا برپا کردہ مہدی ہے۔

(۵) کذالک یضل اللّٰہ من ھو مسرف مرتاب ۴۰: ۳۴ یعنی اسی طرح پر خدا تعالیٰ ایک حد شکن اور گرفتار شک آدمی کو گمراہ کرے گا چنانچہ آیت ہذا میں غلام احمد کو ختم نبوت کے مسئلہ میں مسرف اور حد شکن اور حیات مسیح کے مسئلہ میں مرتاب اور گرفتار شک بتایا ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (من ھو مسرف مرتاب) (۱۱۲۴): (غلام احمد) (۱۱۲۴) یعنی غلام احمد ختم نبوت میں حد شکن اور حیات مسیح میں ریبا اور شکی آدمی ہے۔

(۶) قل للذین کفروا ستغلبون۔ یعنی کفار کو کہہ دو کہ تم مغلوب رہو گے اور دوزخ میں جمع کئے جاؤ گے جو ایک بری جگہ ہے۔ وتحشرون الی جھنم و بئس المھاد ط اور مفہوم و مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے غلام احمد قادیانی سے کہا ہے کہ تم ہمیشہ مغلوب کفار اور کفار پرست

زیر نگرانی
شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر — مولانا صوفی عبدالحمید سواتی — الحاج عبدالعزیز ذوالفقار — الحاج میاں محمد رفیق
عصری و دینی تعلیم کے حسین امتزاج — نفاذ اسلام کیلئے رجال کار کی فراہمی
علماء کرام کو جدید علوم اور زبانوں سے روشناس کرانے اور نئی نسل کی نظریاتی و اخلاقی تربیت
عظیم تعلیمی منصوبہ
شاہ ولی اللہ یونیورسٹی
اٹاوہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون ۸۸۴۲۲
وفاق المدارس العربیہ کے فضلاء کیلئے دو سالہ خصوصی کلاس
مزید معلومات کیلئے
ابو عمار زاہد الراشدی سیکرٹری جنرل تعلیمی کونسل شاہ ولی اللہ یونیورسٹی اٹاوہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
عالم اسلام کے فکری و عملی تقاضوں سے آگاہی کیلئے
ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ
زیر سرپرستی
شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر
زیر ادارت
ابو عمار زاہد الراشدی
خط و کتابت کیلئے
فون ۲۱۹۵۶۳ ۲۱۹۹۶۳

رہو گے اور ہمیشہ کے لئے غدار قوم، غدار دین، غدار نبی، غدار ملک اور غدار اسلام اور غدار قرآن رہو گے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔

(میرزا غلام احمد): (۱۳۸۲)؛ (غدارُ القوم): (۱۳۸۲) یعنی میرزا غلام احمد اپنی قوم کا غدار ہے کیونکہ اس کو کفار برطانیہ سے آزادی نہیں دلوائی۔

(میرزا غلام احمد) (۱۳۸۳): (غدار آبائی الاسلام) یعنی غلام احمد قادیانی اسلام کا غدار ہے کیونکہ خلاف اسلام چلتا ہے۔ (مرزا غلام احمد): (۱۳۷۳): (غلام کفار) (۱۳۷۳) یا (غلام کافر): (۱۳۷۳) یعنی مرزا غلام احمد کفار کا غلام ہے یا خود کافر غلام ہے اور اسلام سے خالی ہے۔

(مستغلبون): (۱۵۴۸): (مرزا غلام احمد قادیانی) (۱۵۴۸) یعنی یہ شخص مغلوب کفار رہا اور آزادی کی کوشش نہ کی اور قرآن مجید نے اس کو مغلوب کفار کہہ کر پکارا ہے۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰) (غدارُ مُلکہ) (۱۳۰۰) یعنی یہ آدمی اپنے ملک کا غدار رہا کیونکہ اس نے اپنے ملک ہندوستان کو آزاد نہ کرایا۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): (غدارُ الدّین) (۱۳۰۰) یعنی یہ شخص اپنے دین کا غدار ہے کیونکہ اس نے اپنے دین کو غلام کفار رکھا اور آزاد نہ کرایا۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰): (غدار بالنّبی): (۱۳۰۰) یعنی یہ آدمی اپنے نبی کا غدار ہے کیونکہ اپنے نبی علیہ السلام کی مانند آزادی پسند نہیں ہے۔

(میرزا غلام احمد قادیانی) (۱۵۵۸): (غدارُ بقرآن) (۱۵۵۸) یعنی یہ شخص غدار قرآن ہے کیونکہ اس کی غلط تفسیریں اور تاویلیں کرتا ہے۔ (الّذین کفروا) (۱۰۹۸): (ھو غلام و آباءہ) (۱۰۹۸) یعنی غلام احمد اور اس کے آباء کافر ہیں۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتے ہیں اور کافر پرست ہیں۔ (وتحشرون الی جھنم و بئس المھاد) (۱۲۵۹): (غلام قادیانی با آباءہ) یعنی غلام احمد قادیانی اپنے آباء کے ساتھ جہنمی ہے کیونکہ جہنمی عقائد رکھتا ہے۔

(فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا) (۸۱۲) یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے۔

دراصل یہ آیت منافقین کے متعلق ہے کہ وہ حقیقتاً قلبی مریض ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور وہ لاعلاج مریض ہیں اور یہی آیت مرزا قادیانی پر بھی چسپاں ہے کہ وہ قلبی مریض ہے اور لاعلاج مریض ہے اور منافقین کے زمرہ میں داخل ہو چکا ہے کیونکہ وہ بظاہر خود کو ایماندار اور مسلمان کہتا ہے لیکن بباطن وہ کافر ہو کر منافق ہے جیسا کہ دو وجوہات بطور ذیل ہیں

اول یہ کہ فقرہ (فی قلوبھم مرض) کا واحد فقرہ (فی قلبہ مرض) ہے اور اس کے اعداد ۱۲۷۶ ہیں جو مرزا قادیانی کو مریض القلب بناتے ہیں اور قلبی منافق بتلاتے ہیں جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (فی قلبہ مرض) (۱۲۷۶): (ھو غلام قادیانی بعقد) یعنی جس آدمی

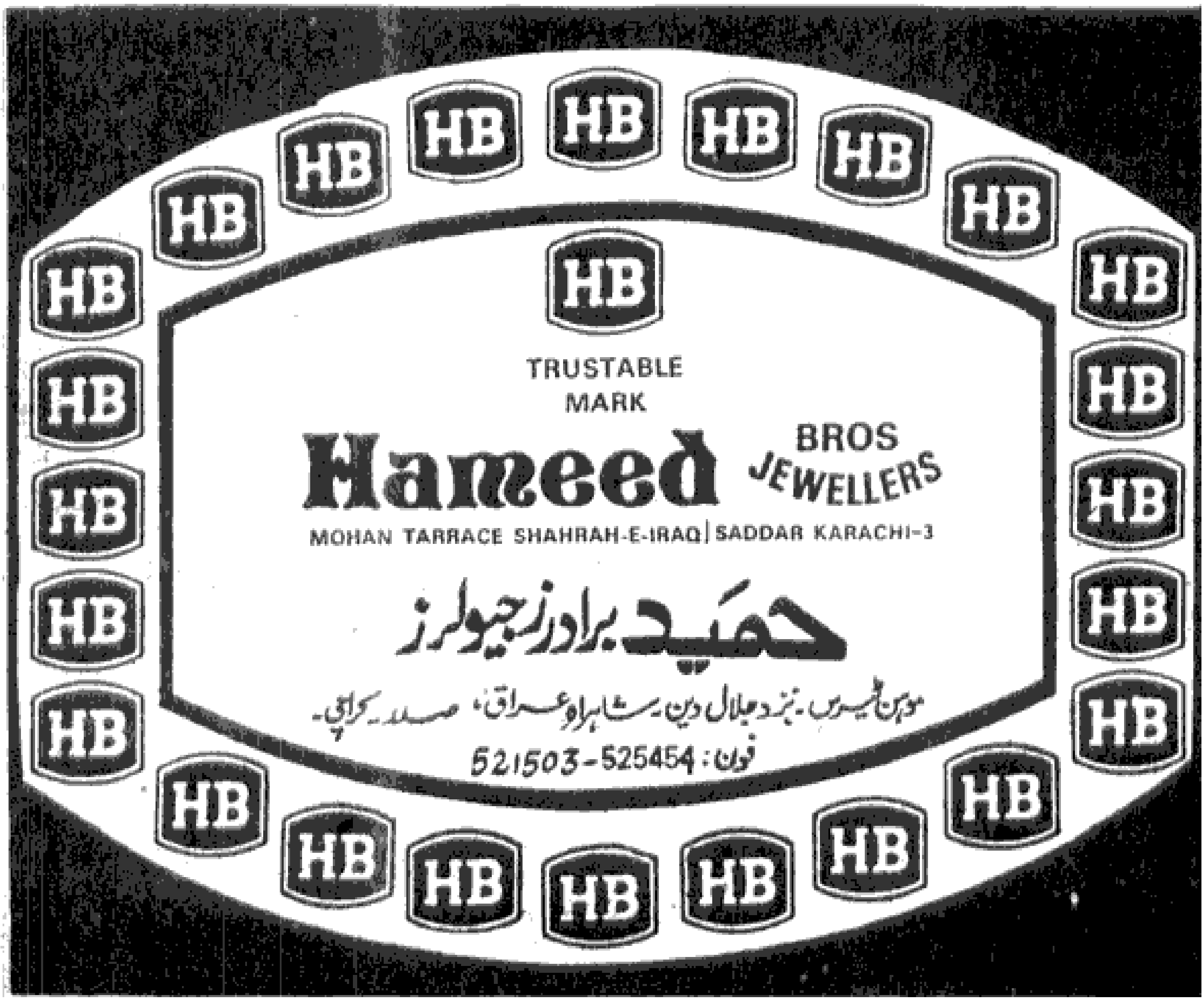

کے دل میں بیماری ہے وہ صحیح طور پر غلام احمد قادیانی ہے۔ دوم یہ کہ فقرہ (زادھم اللّٰہ مرضًا) کا واحد فقرہ (زادہ اللّٰہ مرضًا) ہے اور اسی فقرہ کا مورد و مصداق غلام احمد قادیانی ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (غلام احمد) ۱۱۲۴) (زادہ اللّٰہ مرضا): (۱۱۲۴) یعنی خداتعالیٰ نے جس آدمی کی بیماری کو زیادہ کیا ہے وہ غلام احمد ہے اور وہ مریض القلب ہو کر پکا منافق ہے وہ غلام احمد قادیانی ہے اور دیگر آدمی نہیں ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے (غلام احمد قادیانی): (۱۰۹۸) (منافق ظاھرًا و باطنًا): (۱۰۹۸) یعنی قادیانی غلام ظاہر و باطن کا منافق ہے کیونکہ وہ ظاہراً فقرہ (زادھم اللّٰہ مرضًا) (۱۹۹۴) سے ثابت ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (زادھم مرضًا): (۱۱۷۴) (غلام احمد بالجد): (۱۱۷۴) یعنی خداتعالیٰ نے جن آدمیوں کی بیماری کو بڑھایا ہے ان میں غلام احمد شامل ہے اور وہ باطنًا فقرہ (زادہ اللّٰہ مرضًا) (۱۱۲۴) سے مریض القلب بنا ہے۔ جیسا کہ اوپر وضاحت ہو چکی ہے۔

اقوالِ مرزا کی رو سے

(۱) کلّ احد یصدّقنی ویقبل دعوتی الّا ذریّۃ البغایا۔ یعنی حرام زادوں کے بغیر ہر ایک آدمی میری تصدیق کرے گا اور میری دعوت کو مان لیگا۔ اور مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان میری تصدیق و تائید نہیں کرتا اور میری دعوت کو نہیں مانتا وہ حرامزادہ ہے اور حلال زادہ نہیں ہے حالانکہ وہ خود حرامزادہ آدمی ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰) (ذریّۃ شیطانیّۃ): (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی شیطان کی اولاد ہے اور (غلام احمد): (۱۱۲۴) (الولید البغی) (۱۱۲۴) ہے یعنی یہی شخص حرامزادہ ہے۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کو حرامزادہ کہتا ہے اور ذرہ بھر بھی نہیں شرماتا اور نہ خوفِ خدا اور نہ غصۂ مصطفیٰ سے ڈرتا ہے۔

(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا (تذکرہ) چنانچہ اس کا یہی الہام بھی اس کو کاذب اور مغضوب خدا بتاتا ہے کیونکہ بیڑا کا معنی کشتی ہے اور کشتی سے مراد اس کی مصنفہ کتاب کشتی نوح ہے اور لفظ غرق سے مراد خود مرزا قادیانی کی غرقابی اور تباہی ہے کیونکہ لفظ غرق ۱۳۰۰ اور غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ کے اعداد برابر ہیں جو پورے تیرہ صد ہیں۔ اور لفظ غرق کے تین حروف ہیں جو اس کے نام مرزا غلام احمد قادیانی سے ماخوذ ہیں چنانچہ حرف غ غلام احمد سے اور ر مرزا سے اور ق قادیانی سے لیا گیا ہے اور لفظ کمترین سے بھی خود مرزا قادیانی مراد ہے کیونکہ ہر کاتب اپنے خطوط میں خود کو کمترین لکھتا ہے اور اب مفہوم الہام یہ ہوا کہ میری کتاب کشتی نوح تباہ و برباد ہو گئی اور مجھے اور میری جماعت مرزائیہ کو نہ بچا سکی۔ اور پھر اسی تذکرہ کتاب میں لکھا گیا ہے۔ کہ یہی الہام کسی خبیث روح کے متعلق ہے۔ اور لفظ (خبیث روح) کے اعداد تیرہ صد چھبیس (۱۳۲۶) ہیں جو مرزا کا ہجری سال وفات ہے بنا براں یہی الہام خود مرزا قادیانی کو خبیث اور غرق ہونے والا قرار دیتا ہے کیونکہ یہی شخص خبیث عقائد و مسائل کا موجد ہے۔

(۳) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے اور اسی شعر کا عربی ترجمہ یہ ہے۔ اترکوا ذکر عیسٰی لانّ غلام احمد خیر منہ۔ اور یہی شعر مرزا قادیانی کو مثیل شیطان بناتا ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا (انا خیر منہ) میں آدم سے بہتر ہوں اور وہ مجھ سے کمتر ہے۔ اور مرزا قادیانی نے کہا ہے (انا خیر من عیسٰی) میں عیسٰیؑ سے بہتر ہوں اور وہ مجھ سے کمتر ہے۔ بنا براں چونکہ آدم و عیسٰی عند القرآن باہم مثیل ہیں (ان مثل عیسٰی عند اللّٰہ کمثل آدم) یعنی عیسٰی عند اللّٰہ مثیل آدم ہے اس لئے منکر آدم شیطان کی مانند منکر عیسٰی غلام احمد بھی کافر ہے کیونکہ شیطان نے خود کو آدم علیہ السلام سے بہتر بتایا اور کافر بنا اور غلام احمد قادیانی نے خود کو عیسٰی علیہ السلام سے بہتر بتایا اور کافر بنا۔ اور میں نے اس کے اسی شعر کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھیڑو۔
اس سے جلتا غلام احمد ہے۔

(۴) انّ العدیٰ صاروا خنازیر الفلا۔
ونساؤھم من دونھنّ الاکلب۔

میرے دشمن جنگل کے سور بن گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے کمتر و بدتر ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی نے اپنے اسی شعر میں خود کو جنگل کا سور اور اپنی ماں یا بیوی کو اغیار کی کتیا کہہ دیا ہے کیونکہ فقرہ (صاروا خنازیر الفلا) کا واحد فقرہ (صار خنزیر الفلا) ہے یعنی وہ جنگل کا سور بن گیا۔ اور اسی واحد فقرہ کے اعداد پورے تیرہ صد (۱۳۰۰) ہیں جو مرزا صاحب کو جنگل کا سور بناتے ہیں جیسا کہ اعداداً مساوات ذیل ہے۔ (غلام احمد قادیانی) (۱۳۰۰) (صار خنزیر الفلا) (۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی جنگل کا سور بن گیا۔ کیونکہ اسلامی عقائد و مسائل کو سور بن کر زخمی کرتا ہے۔

احادیثِ نبویہ کی رُو سے

(۱) ھلکۃ امّتی علیٰ یدی غلمۃ من قریش مشکوٰۃ باب الفتن) یعنی میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک غلام کے دو ہاتھوں پر ہوگی۔ جاننا چاہئے کہ حدیث ہذا میں لفظ غلمۃ سے مراد غلام احمد ہے اور غلام احمد کا مخفف لفظ ہے جو قریش کے غلامان کی اولاد ہے جیسا کہ ہم لوگ اپنے غلام احمد کو عرفاً غلام یا غلمہ کہتے ہیں بنا براں غلام احمد کو غلمہ کہنا درست ہے جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (غلام احمد): (۱۱۲۴): (غلمۃ بآباءہ لابیہ) (۱۱۲۴) یعنی یہی آدمی اپنے آباء کے ساتھ ہمیشہ کا غلمہ ہے کیونکہ اس کے والدین اس کو عرفاً غلمہ کہتے تھے (غلام احمد قادیانی): (۱۳۰۰): (غلمۃ الھند بابویہ حقًّا): (۱۳۰۰) یعنی یہی شخص اپنے والدین کی وجہ سے حقیقتاً ہندوستان کا غلمہ ہے۔

(غلمۃ القادیان بابیہ ابدًا): (۱۳۰۰) یعنی یہی آدمی اپنے باپ کی وجہ سے ہمیشہ کا غلمہ ہے کیونکہ جس طرح یہ یہی شخص غلام احمد سے بگڑ کر غلمہ بنا ہے۔ اس لئے اس نے ختم نبوت کو اجرائے نبوت اور حیاتِ مسیح کو وفاتِ مسیح میں بدل دیا ہے اور اسی بگاڑ نے اس کو خدا نبی غلام احمد سے غلمہ بنایا ہے اور آپؐ نے اپنی پیشگوئی میں غلام احمد کو غلمہ فرمایا ہے اور پھر حدیث ہذا میں دو ہاتھوں کا ذکر اس لئے ہوا کہ محرر بوقتِ تحریر اپنی قلم کو دائیں ہاتھ میں اور کاغذ کو بائیں ہاتھ میں رکھتا ہے اور اس سے اس کی شریر تحریرات و مصنفات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۲) علیٰ اقتاب المدینۃ ملائکۃ لایدخلھا

الطاعُون ولا الدّجال۔

یعنی مدینہ منورہ کے پھاٹکوں پر فرشتگان ہونگے جو طاعون اور دجال کو دخول مدینہ سے روکیں گے

واضح ہونا چاہیئے کہ حدیث ہذا میں طاعون سے مراد وہ طاعون ہے جو بوقت مرزا ہندوستان میں آیا تھا اور مرزا نے کہا تھا کہ یہی طاعون میں نے منگوایا ہے اور الدّجال سے مراد خود مرزا قادیانی ہے۔ کیونکہ اس نے بنوشتہ خود ۹۸ یا ۹۹ باقی ص ۲۷ پر

بقیہ	حاجی محمد یوسف

سعید ہزاروی، صوفی عبدالحمید سواتی نے مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کیاہے۔ مرحوم کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی اراضی کا ایک قیمتی ٹکڑا جس کی مالیت اس وقت لاکھوں میں ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام رجسٹرڈ کروادیا۔ اس وقت اراضی پر گنگنی والا جی ٹی روڈ پر ایک شاندار مسجد اور دینی مدرسہ تعمیر ہوچکا ہے۔

حاجی یوسف علی قریشی کمسن میں یتیم ہوگئے تھے، اور ان کی پرورش خان بہادر محبوب عالم ربانی محبوب عالم ہائی اسکول کے ہاں ہوئی اور آپ نے انہی کی آغوش سطفت میں پرورش پائی احرار میں شامل ہوئے اور احرار کے لئے تن، من، دھن سب وقف کردیا۔ ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے سلسلے میں جالندھر جیل میں قید ہیے آل انڈیا مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے رکن تھے۔

گوجرانوالہ کی تاریخ میں ایک ایسا خوشگوار قابل قدر اور واقعہ ستائش موقع بھی آیا تھا جب تمام مذہبی فرقوں کے علماء نے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کرنے کا آغاز کیا۔ مرحوم اس تجویز کے محرکین میں سے تھے۔ اور اس سلسلہ میں جو کمیٹی بنی تھی اس کے سیکرٹری تھے گوجرانوالہ کی معروف دینی شخصیت مولانا عبدالعزیز، احرار کے دماغ چوہدری افضل حق، مفتی محمود، غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالواحد، محمد علی جالندھری، اور مولانا عبدالرشید دخواستی سے ان کے دوستانہ تعلقات تھے اور انہی کی وجہ سے یہ شخصیتیں گوجرانوالہ کے موضع کھیالی میں کئی بار تشریف لاچکی ہیں۔ مولا کریم انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کہ مرحوم اسلام کے سچے عاشق اور نظریہ ختم نبوت کے عظیم شیدائی تھے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے۔

بقیہ	باڑ والے

تو یہ ہوتا ہے بخل وظلم کا ہولناک انجام اور فوری عذاب اور اگر اس بخل وظلم سے توبہ نہ کی جائے تو پھر آخرت اور مستقبل کا عذاب اس سے بھی بہت زیادہ بڑا ہوگا۔

اے کاش لوگ اس حقیقت کو معلوم کرلیں۔

(سورہ القلم ۶۸ آیات ۱۷تا ۳۳)

بقیہ	چوہدری افضل حق

تہذیب کا "بنارس" ماڈل بھی ہیں "عشق رسول" چوہدری صاحبؒ کے رگ وریشے میں سرایت کیے ہوئے تھے۔ مرزا غلام احمد کذاب کے فرنگی سکوسے کے اشارے پر کئے گئے دعویٰ نبوت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے فرمایا: تکمیل دین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل مرزائی لوگ گویا تاج محل پر مٹی کا گھروندا تیار کرکے ذوق سلیم کی توہین کرنا چاہتے ہیں، جس طرح فن تعمیر کے ماہر ایسے کور ذوق کو برداشت نہیں کرسکتے اسی طرح سچے مسلمان ایسے کور باطن مذہب کو قبول نہیں کرسکتے۔" چوہدری صاحبؒ سرمایہ داری وجاگیرداری کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز نظام کے بھی زبردست مخالف تھے امیر کا تو کتا بھی عیش وآسائش کی زندگی گذارے اور غریب کے بچوں کو ایک وقت کی روٹی اور جھونپڑی میں پڑے ہوئے دیئے کو جلانے کے لیے تیل بھی میسر نہ ہو۔ چوہدری صاحب کا یہ ایمان کامل تھا کہ ناامیدی ومایوسی کی تاریکی میں بھٹکتی ہوئی غربت وافلاس زدہ انسانیت کے تمام تر دکھوں کا مداوا صرف دین اسلام کے انقلابی پروگرام ہی میں مضمر ہے۔ چوہدری صاحبؒ بنیادی طور پر ایک مفکر، خوش فکر ادیب، اور بلند پایہ انشاء پرداز تھے۔ اس میدان میں بھی آپ کی عظمتوں اور خوبیوں کو خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ فرنگی سامراج کے خلاف چلائے جانے والی قومی تحریکات کی باگ ڈور سنبھالنے اور جیل وریل کی ہنگامہ خیز مصروفیات کے باوجود چوہدری صاحب آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مذہبی، تاریخی، اور اصلاحی موضوعات وحالات پر اپنے رشحات قلم کا انمول ذخیرہ کتابی شکل میں چھوڑ کر آندھیوں اور طوفانوں سے ٹکرانے اور انگریز حکمرانوں کی شاطرانہ فطرت کو اپنی بے پناہ ذہانت وفراست سے قدم قدم پر ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے والا یہ عظیم اور بے مثال مجاہد بالآخر ۸ رجنوری ۱۹۴۲ء بروز جمعرات کو لاہور میں واقع دفتر مجلس احرار اسلام میں فرشتہ اجل کے ہاتھوں سے زندگی کی بازی ہار گیا۔

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر !
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر !

بقیہ	صحابہ کرام رضؓ

ہمارے دل سے ہمیشہ کے لئے کیسے محو ہوسکتی ہے۔

ع کبھی ہم میں تم میں بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹ دلوں میں شک پیدا کرتا ہے اور سچ اطمینان بخشتا ہے۔ جس طرح پانی اور تیل مل کر روشنی نہیں دیتے اسی طرح جھوٹی بات سے دل مطمئن نہیں ہوتا اس کے برعکس سچی بات سے دل کو آرام وسکون ملتا ہے اور وہ خود بخود اس کے قبول کرنے کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ میں نے اپنے اخلاق کو حرص وہوا سے پاک کرلیا ہے اور میرا ضمیر اتنا روشن ہوگیا ہے کہ سچ اور جھوٹ میں تمیز کرلیتا ہوں۔ اے ملعون کتے میرا جواب دے اور سچ کہہ دے کہ تو نے مجھے کیوں بیدار کیا۔ حالانکہ تو بیداری کا دشمن ہے اور یہ چاہتا ہے انسان خواب غفلت میں مدہوش پڑا رہے۔ دیکھو میں نے اب تجھ کو چار کھونٹیوں سے باندھ دیا ہے جب تک سچی بات نہیں بتائے گا نہیں چھوڑوں گا۔

غرض امیر معاویہؓ نے ابلیس پر بہت تشدد کیا اور اس کے تمام حیلوں، بہانوں اور ملمع سازیوں کو رد کردیا۔ آخر وہ مجبور ہوکر سچ اگلنے پر مجبور ہوگیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کر سنیئے کہ صاحب میں نے آپ کو اس لئے بیدار کیا آپ جاکر نماز باجماعت میں شامل ہوجائیں اور اس سے فارغ ہوکر مطمئن ہوجائیں کہ فرض ادا کردیا ہے۔ اگر آپ کی نماز کا وقت نکل جاتا تو دنیا آپ کی نگاہوں میں تاریک ہوجاتی اور آپ شدید غم اور صدمہ سے رو روکر نڈھال ہوجاتے۔ آپ کی یہ آہ وزاری، دل کا سوز وگداز اور درد ونیاز سو نمازوں کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔

ملک الموت کو صدمہ

مرسلہ:۔ قاری عنایت الرحمٰن رحمانی، خانو خیل

منقول ہے کہ ملک الموت نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ اے مولا کریم میں نے کروڑوں لوگوں کی جانیں قبض کی ہیں مگر دو جانیں ایسی ہیں کہ جنہیں قبض کرتے وقت مجھے بڑا ہی صدمہ ہوا میں نے تیرے حکم کی تکمیل ضرور کی مگر نہایت ہی دکھ کے ساتھ۔ یہ دونوں ماں بیٹے تھے واقعہ یوں ہوا کہ جہاز غرق ہو گیا اور ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ ایک تختے کا سہارا لینے میں کامیاب ہو گئی۔ تختہ دریا میں بہہ رہا تھا اور ماں بیٹا اس پر سوار تھے مولا کریم اچانک تیرا حکم ہوا اور میں نے ماں کی جان اس تختے پر نکال لی۔ میرے لیے پریشان کن بات یہ تھی کہ ماں مرچکی ہے اب بچے کا کیا حشر ہوگا۔ بچہ ایک ٹوٹے ہوئے تختہ پر سوار ہے اور تختہ ہر آن پانی کی لہروں کے تھپیڑے کھا رہا ہے جو کسی وقت بھی کسی تیز لہر کی زد میں آکر الٹ سکتا ہے۔ بچے کے لیے نہ خوراک کا انتظام ہے نہ کسی کی نگہداشت کا بندوبست دریا کے کنارے دھوبی کپڑے دھو رہے تھے۔ اچانک کسی کی نظر پڑی تو تختے کو کھینچ لائے۔ بڑے حیران ہوئے کہ ماں مرچکی ہے اور بچہ بے یارومددگار تختے پر زندہ سلامت موجود ہے۔ وہ لوگ اس بچہ کو اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ سردار بے چارہ بے اولاد تھا۔ خوبصورت بچہ کو دیکھ کر اس کا دل آگیا اور اس نے بچے کو اپنی نگرانی میں لے کر اسے اپنا بیٹا بنالیا۔ یہ بچہ آٹھ نو سال کی عمر کا تھا کہ اپنے ساتھی بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اتنے میں بادشاہ وقت کی سواری کی آمد کا شور اٹھا۔ سب لوگ ادھر اُدھر بھاگ گئے مگر یہ بچہ اکیلا سڑک پر کھڑا رہ گیا۔ بادشاہ کی سواری گزر گئی۔ اس کے پیچھے اس کا عملہ پیدل آرہا تھا۔ ان میں سے ایک سپاہی کو راستے میں کہیں سرمہ کی ایک پڑیا مل گئی۔ اتفاق سے اس کی نظر کمزور تھی اور سرمہ کی اسے ضرورت بھی تھی۔ لہٰذا اس نے وہ سرمہ بحفاظت اپنے پاس رکھ لیا۔ آنکھوں میں لگانے سے پہلے اسے خیال آیا کہ یہ سرمہ کوئی ضرر نہ پہنچائے۔ خود لگانے سے پہلے کسی دوسرے شخص پر آزمالینا چاہیے۔ قریب ہی وہ بچہ کھڑا تھا۔ اس نے اسی پر آزمانا چاہا۔ بچے نے سرمہ اپنی آنکھوں میں لگالیا مگر جونہی اس نے سرمہ لگایا اسے زمین کی تہہ میں موجود چیزیں نظر آنے لگیں۔ اس نے دیکھا کہ زمین کے اندر بہت سے خزانے پوشیدہ ہیں۔ بچہ ہوشیار تھا اس نے چیخنا چلانا شروع کردیا کہ سرمہ لگانے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سخت تکلیف پیدا ہوگئی ہے۔ جب سپاہیوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو سرمہ وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بچہ سرمہ کی پڑیا لے کر گھر پہنچا اور خوشی خوشی سردار کو سارا واقعہ بتایا۔ سردار بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا ہمارے پاس آدمی بھی ہیں اور گدھے بھی ہیں۔ تم سرمہ لگاؤ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں جہاں کہیں خزانہ پاؤ ہمیں بتاؤ ہم نکال لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بچے کے بتانے پر وہ لوگ خزانے نکالنے لگے اور تھوڑے عرصہ میں امیر آدمی بن گیا۔ بچہ جوان ہوا تو اس نے پر پُرزے نکالنے شروع کئے دولت کی فراوانی تھی۔ زمین کے تمام خزانے اس کی نظروں میں تھے۔ اس نے آہستہ آہستہ بہت سے آدمی اپنے ساتھ ملالیے۔ اس کے بعد تمام سرداروں کو اِدھر اُدھر کردیا اور خود سردار بن گیا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے بادشاہ کے ساتھ بھی ٹکر لے لی اسے مغلوب کرکے خود بادشاہ بن گیا۔

اس بچہ کا نام شداد تھا اور یہ وہی بچہ تھا جس کی ماں تختے پر ہی مرگئی تھی اور یہ اکیلا دریا کی لہروں کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ برسراقتدار آیا تو اس نے حکم دیا کہ ایک ایسا کمال درجے کا شہر آباد کیا جائے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہو۔ اس میں ایک عالی شان باغ ہو جس میں دنیا کی ہر چیز میسر ہو جب وہ باغ ہر لحاظ سے مکمل ہوگیا تو شداد نے ارادہ کیا کہ جاکر اس کا نظارہ کرے مگر ابھی وہ دروازہ تک ہی پہنچا تھا کہ ملک الموت کو حکم ہوا اور ملک الموت نے اس کی جان وہاں قبض کرلی اسے اتنا موقع بھی نہ دیا کہ اپنے بے مثال باغ کو ایک نظر دیکھ سکتا۔ ملک الموت نے کہا کہ اے مولا کریم اس شخص کی روح قبض کرتے وقت بھی مجھے نہایت صدمہ پہنچا کہ وہ شخص ہر چیز تیار کرکے اسے دیکھ بھی نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہی بچہ ہے جس کی ماں تختے پر مرگئی تھی۔ اور تجھے اس پر ترس آیا تھا۔ اس بچے نے بڑے ہوکر نافرمانی کی خدا کے حکم سے بغاوت کی سرکشی اختیار کی مگر ہم نے اسے خود ساختہ جنت میں قدم رکھنے کی مہلت نہ دی اور اسے باہر ہی ہلاک کردیا۔

اسی باغ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ دنیا میں موجود ہے مگر انسانی نظروں سے اوجھل ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک صحابی رضؓ کا اونٹ گم ہوگیا تھا۔ وہ اس اونٹ کی تلاش میں کہیں اس علاقے میں جا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے وہ سب کچھ دکھا دیا تھا۔ وہ صحابی وہاں کی کوئی نشانی بھی ساتھ لایا تھا۔ اس نے یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا انھوں نے کافی تلاش کروایا مگر کسی کو نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے غائب کردیا۔ (خزینہ)

بقیہ	مکتوب ربانی

سال عمر پائی ہے جو لفظ الدجال سے اعداداً برآمد ہوتی ہے کیونکہ اس لفظ کے اعداد ۶۹ ہیں اور پھر اسی لفظ الدجال کے اندر اس کی مصدر الدجل مستور ہے جس کے اعداد ۶۸ ہیں۔ اور خود مرزا قادیانی اپنی کتاب البریہ ص ۱۴۶ پر لکھتا ہے کہ میں ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ میں پیدا ہوا۔ اور مرزا قادیانی کی وفات بالاتفاق ۱۹۰۸ میں ہوئی ہے۔ بنا بریں (۱۹۰۸-۱۸۳۹ = ۶۹) ہے اور (۱۹۰۸-۱۸۴۰ = ۶۸) ہے گویا کہ مرزا قادیانی نے بتحریر خود ۶۸ سال یا ۶۹ سال عمر پائی ہے اور بگفتۂ حدیث ہذا وہ صحیح طور پر الدجال ہے اور پھر یہی دجال اور اس کا طاعون مدینہ منورہ میں نہیں جا سکا اور حدیث ہذا کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی اور پھر مرزا قادیانی کا ہجری سال وفات ۱۳۲۶ ہے اور عیسوی سال وفات ۱۹۰۸ ہے۔ اور اس کا ہجری سال وفات ۱۳۲۶ لفظ (رُوحِ خَبِیث) (۱۳۲۶) اور (ذریۃ الشیاطین) (۱۳۲۶) اور فقرہ (ھو غویٌّ ھلک بلاھور) (۱۳۲۶) یعنی وہ گمراہ آدمی لاہور میں ہلاک ہوگیا) سے ثابت ہے اور اُس کا عیسوی سال وفات ۱۹۰۸ صحیح طور پر آیت (حقت کلمۃ العذاب علی الکٰفرین) یعنی کافرین پر عذاب کا فیصلہ حق بجانب ہے) سے ثابت ہے اور خلاصہ یہ رہا (خبیثٌ آباءٌ مات) (۱۵۵۸) یعنی آبائی خبیث آدمی مرگیا) اور وہ (میرزا غلام احمد قادیانی)... (۱۵۵۸) ہے اور دیگر آدمی نہیں ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبوی ﷺ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں

— الحدیث

پرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کر دی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوّت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:۔ ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۴۷۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ